﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾

فرضية الفاتحة في الصلاة

يعنی

نماز میں فاتحہ کی فرضیت

www.KitaboSunnat.com

المباحث في وجوب أم القرآن

تالیف:

مولانا مفتی محمد بن عبد اللہ شجاع آبادی

سابق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ اسلام آباد

وشیخ الحدیث جامعہ دار الحدیث رحمانیہ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴾

فرضية الفاتحة فی الصلاة

یعنی

نماز میں فاتحہ کی فرضیت

المباحث في وجوب أم القرآن

تالیف:

مولانا مفتی محمد بن عبد اللہ شجاع آبادی

سابق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ اسلام آباد

شیخ الحدیث جامعہ دار الحدیث رحمانیہ ملتان

تخریج:

محمد زبیر شیخ، پی ایچ ڈی سکالر

فاضل جامعہ محمدیہ، ملتان

ریسرچ آفیسر BZU، ملتان

نظر ثانی: اسامہ رفیق

فاضل مدرس دار الحدیث محمدیہ، جلالپور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

اہداءِ ثواب: 3

تقریظ از شیخ الحدیث محمد رفیق اثری حفظہ اللہ 7

تقریظ از محترم مولانا ابو بکر سعد حفظہ اللہ 8

خطبۃ الکتاب 10

مبحث نمبر 1: بسم اللہ شریف 10

جہری نمازوں میں بسم اللہ کا جہراً پڑھنا: 11

بسم اللہ کے ترک اور اخفاء کی روایات میں تطبیق: 13

مبحث نمبر 2: سورۃ الفاتحہ 16

سورۃ فاتحہ اور اس کے دیگر اسماء کے مناقب وفضائل: 16

عظمت وفضائل سورۃ الفاتحہ: 16

نماز رکن اسلام ہے: 21

مبحث نمبر 3: مطلق قراءتِ قرآن فی الصلوٰۃ 22

مطلق قراءتِ قرآن کی فرضیت عند الاحناف: 23

مبحث نمبر 4: فاتحۃ الکتاب کی تخصیص 24

فاتحہ خلف الامام 35

قرآن مجید کی حقانیت: 43

حدیثِ مسلم «وإذا قرأ فأنصتوا» 48

فاتحہ کی قراءت عیدین اور جمعۃ المبارک کے خطبات میں: 52

مبحث نمبر 5: تخصیصِ عام 58

سورۃ فاتحہ وثناء اور حنفی مذہب: 61

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مبحث نمبر6: من كان له إمام 65
غلط فہمی کا ازالہ: 72
مبحث نمبر7: حديث مسيء الصلاة 73
تعدیلِ ارکان فرض ہے: 76
نماز میں صف بندی: 77
مبحث نمبر8: مدرکِ رکوع کی رکعت 79
مسبوق کی ترتیب: 81
لفظِ حدیث: «لا تَعُدْ» یا «لا تُعِدْ» یا «لا تَعْدُ» میں سے صحیح کیا ہے؟ 83
مبحث نمبر9: حدیث «فصاعدًا» 84
لا صلاة لمن لم يقرأ بالحمد وسورة: 90
امام ابو حنیفہ و محمد رحمۃ اللہ علیہما کا رجوع: 93
مسح علی الجوربین 95
اوقاتِ صلوات، خصوصاً وقتِ ظہر اور وقتِ عصر: 96
مکالمہ بین الشافعی وابی یوسف رحمۃ اللہ علیہما: 98
ائمہ کی وصیت: 101
مبحث نمبر10: فاتحہ در نمازِ جنازہ 103
حنفی نمازِ جنازہ: 104
نمازِ جنازہ کی ترتیب بزبانِ صحابیِ رسول ﷺ: 106
نمازِ جنازہ سری وجہری: 107
میت کے لیے دعا جنازہ کے اندر ہے: 107
حدیثِ مرض الموت: 110
مبحث نمبر11: آمین بالجہر 113
آمین اور فاتحہ میں ربط: 113

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آمین میں فرشتوں کی شرکت:........................ 114
«مَدَّ بِهَا صَوْتَه» سے کیا مراد ہے؟........................ 117
محاکمہ بین المذاہب:........................ 119
سندِ عالی کا مقام:........................ 121

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ نمبر 1: از شیخ الحدیث محمد رفیق اثری حفظہ اللہ

شیخ الحدیث دار الحدیث محمدیہ، جلالپور پیروالا، ضلع ملتان

مولانا محمد بن عبد اللہ حفظہ اللہ کا محررہ ایک رسالہ "فرضية الفاتحة في الصلاة" کے بعض مقامات کا مطالعہ کیا۔ اس موضوع پر کثیر تعداد میں کتب آچکی ہیں کہ ہر دور کی ضرورت کے مطابق علماءِ حدیث نے مسائل میں افرادِ امت کی راہ نمائی کی ہے۔ مولانا نے نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے حوالے سے مفید باتیں یک جا جمع کر دی ہیں۔ ضمنی طور پر چند ایک دیگر مسائل کی نشاندہی بھی رسالے میں پائی جاتی ہے۔ سب مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی عبادات بالخصوص نماز میں سنتِ رسول ﷺ کا التزام کریں۔ اسی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا ہے۔ کتاب متعلقہ مسئلہ میں ان شاء اللہ راہ نمائی کا فائدہ دے گی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعاء ہے کہ مولانا کی اس علمی کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اہل اسلام کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ اور سب کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرما کر اپنی اطاعت اور بندگی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا کرے۔

محمد رفیق
شیخ الحدیث دار الحدیث محمدیہ
جلال پور پیروالا، ضلع ملتان
1441/9/1ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقریظ نمبر 2: از محترم مولانا ابو بکر سعد حفظہ اللہ

نائب شیخ الحدیث جامعہ رحمانیہ، ملتان

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم، أما بعد!

کسی کتاب یا تحریر کی قدر و قیمت اور اہمیت اس کے مؤلف کی قدر و قیمت سے معلوم ہوتی ہے۔ جس پائے اور مرتبے کا مصنف ہوتا ہے، اسی پائے کی اس کی تالیف شمار ہوتی ہے۔ زیر نظر کتاب "فرضية فاتحة الكتاب في الصلاة" اس لیے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس کے مصنف ایک ایسے شخص ہیں جو وقت کے محدث و مفسر ہیں، بلکہ محدث عرب و عجم ہیں۔ صرف یہی نہیں، بلکہ ان سے شرفِ تلمذ حاصل کرنے والے بہت بڑے بڑے شیوخ عرب و عجم ہیں، کیونکہ موجود دور میں شیخ محترم سند عالی کے حامل ہیں۔ کیونکہ انہوں نے شیخ الحدیث شرف الدین محدث دہلوی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا ہے اور ان کے شیخ نے محدث نذیر حسین دہلوی سے شرفِ تلمذ و اجازۃ حاصل کیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ ایسی علمی شخصیت اس دور میں جماعت اہل حدیث پر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے۔ میری مراد اس سے شیخ العرب والعجم، بقیۃ السلف، فضیلۃ الشیخ محمد بن عبد اللہ شجاع آبادی حفظہ اللہ ہیں۔

اگرچہ اس موضوع پر ہمارے اکابرین علماء نے بڑی بڑی ضخیم کتب بھی تحریر کی ہیں، مگر ہمارے شیخ کا اندازِ تحریر ان سے ذرا مختلف ہے۔ انہوں نے نہایت اختصار کے ساتھ قرآن و سنت کے ضروری دلائل کے ساتھ کچھ ان اصولوں کا تذکرہ کیا ہے جو مسلم بین الفریقین ہیں اور خصوصاً کتبِ فقہ حنفی سے اس موضوع کو ثابت کیا ہے اور قارئین کو یہ باور کرایا ہے کہ اگر تم محمدی نہیں بنتے تو نہ بنو، مگر حنفی تو بنو۔ دیکھو! تمہارے ائمہ احناف بھی ان مختلف فیہ مسائل کے قائل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ کتاب اگرچہ فرضیت فاتحہ فی الصلاۃ ہے یعنی نماز میں فرضیت فاتحہ
پر ہے، مگر اس کے ضمن مصنف نے کچھ اور بحثیں بھی کی ہیں۔ مثلاً:
ن الرحیم ہر سورت کی جزء ہے اور اسی طرح مقتدی اور امام جہری نماز
ں بلند آواز سے پڑھیں اور نماز جنازہ میں سورت فاتحہ کا پڑھنا سنت۔
یرہ۔ ان تمام مسائل میں مصنف نے زیادہ تر اصول و قواعد کو مد نظر ر
یسا انداز اختیار کیا ہے جو قاری کے دل میں اترتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ
ے کہ اللہ تعالیٰ شیخ محترم کو لمبی عمر دے اور لوگوں کو ان سے زیادہ سے زیاد
ہونے کی توفیق عطاء فرمائے اور ان کے لیے اس کتاب اور ان کی دوسری
ت کو صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔

العبد الاحقر ابو الشاہد ابو بکر سعد غفر له ولوالديه

استاد جامعہ رحمانیہ، ملتان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبة الكتاب

الحمد لله مُنَزِّل الكتاب، هدىً للناس والبَيِّنَات، وكلّف المصلين بأم الكتاب، وصلى الله وسلّم على رسوله محمد المبعوث بفصل الخطاب، وعلى آله وأصحابه المبَشَّرِين بالجنَّات، وعلى من اتبعهم بإحسان إلى يوم الحساب، وبعد!

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا الزَّكَوٰةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّٰكِعِينَ﴾ [البقرة: 43]

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

ہماری اس کتاب میں ایسی نماز پڑھنے کی دعوت دی گئی ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت پائے اور یہ اس وقت حاصل ہو گا جب اسے رسول کریم ﷺ کے اس فرمان کے مطابق ادا کیا جائے: «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» (1)

یعنی "نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔"

نماز کے تمام ارکان بشمول فاتحہ شریف ہر نمازی خود ادا کرے گا۔ جب کوئی نماز کا رُکن ترک ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

قسمت كتابي هذا على أحد عشر بحثا:

مبحث نمبر 1: بسم اللہ شریف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ: یہ آیت ہر سورۃ کی ابتدائی آیت ہے۔

(1) صحيح البخاري: 631

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"والإجماع على أن ما بين الدفتين كلام الله سبحانه وتعالى، والوفاق على إثباتها في المصاحف." (2)

یعنی "اس پر اجماع ہے کہ جو کچھ ان دو گتوں کے درمیان ہے، وہ کلام اللہ یعنی قرآن ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ "بسم اللہ" جملہ مصاحف میں برابر مسلسل مکتوب چلی آرہی ہے۔"

سوائے سورہ "توبہ" کے باقی تمام سورتوں کی ابتداء میں یہ اس کی آیت کے طور پر لکھی گئی ہے۔ صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ» فَقَرَأَ: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ. إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾» (3)

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ کی ابتداء "بسم اللہ" سے کی ہے اور آخر تک سورۃ پڑھ دی۔ تو ثابت ہوا کہ بسم اللہ سورۃ کی ابتدائی آیت ہے۔

جہری نمازوں میں بسم اللہ کا جہراً پڑھنا:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

---

(2) البيضاوي، ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي (المتوفى: 685هـ)، أنوار التنزيل وأسرار التأويل = تفسير البيضاوي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الأولى - 1418 هـ. ج: 1، ص: 25

(3) صحيح مسلم: 400 برقيم فؤاد عبد الباقي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

«كَانَ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾» (4)

یعنی آپ ﷺ ہر آیت کو الگ الگ کر کے جہراً پڑھتے تھے۔ اور پھر اسی طرح پڑھ کر سنایا۔

اسی طرح نعیم المجمر رحمۃ اللہ علیہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

« فَقَرَأَ: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ [الفاتحة: 1]، ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ... وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأُشْبِهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» (5)

یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوری سورۃ فاتحہ "بسم اللہ" سمیت پڑھنے کے بعد فرمایا کہ میری نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بہت مشابہ ہے، جبکہ یہاں "سورۃ فاتحہ مع بسم اللہ" بلند آواز سے پڑھی گئی ہے۔

حنفی مسلک میں بھی بسم اللہ کے احتیاطاً پڑھنے کی تلقین ہے۔ ہدایہ میں ہے: «(ويقرأ بسم الله الرحمن الرحيم) وعنه أنه يأتي بها احتياطا وهو قولهما». (6)

یعنی ابو حنیفہ وصاحبین رحمۃ اللہ علیہم نے "بسم اللہ" پڑھنے کی احتیاطاً تلقین کی ہے۔

---

(4) مسند أحمد: 26583- سنن أبي داود: 4001- سنن الترمذي: 2927

(5) سنن النسائي: 905

(6) المرغيناني، علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني، أبو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593هـ)، الهداية في شرح بداية المبتدي، الناشر: دار احياء التراث العربي - بيروت - لبنان، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج: 1، ص: 50

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کی تفصیل میں مولانا عبدالحی حنفی اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

«لأن العلماء اختلفوا في التسمية، أنها من الفاتحة أم لا، فكان عليه قراءتها في كل ركعة ليكون أبعد عن الاختلاف»

یعنی احتیاطاً اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ علماء میں اختلاف ہے کہ "بسم اللہ" سورۃ فاتحہ کی جزء ہے یا نہیں؟ لیکن جب ہر نمازی پر فاتحہ کا پڑھنا ہر رکعت میں ضروری ہے تو اسے بسم اللہ بھی ہر رکعت میں پڑھنی ضروری ہو گئی تا کہ اختلاف سے دوری رہے۔

بسم اللہ کے ترک اور اخفاء کی روایات میں تطبیق:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ بِـ{الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} [الفاتحة: 2]"(7)

بلوغ المرام کی شرح سبل السلام میں اس کی تفصیل ہے:

" وَالْأَقْرَبُ أَنَّهُ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يَقْرَأُ بِهَا تَارَةً جَهْرًا، وَتَارَةً يُخْفِيهَا، ... وَاخْتَارَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُحَقِّقِينَ أَنَّهَا مِثْلُ سَائِرِ آيَاتِ الْقُرْآنِ يُجْهَرُ بِهَا فِيمَا يُجْهَرُ فِيهِ، وَيُسَرُّ بِهَا فِيمَا يُسَرُّ فِيهِ." (8)

یعنی آپ ﷺ سے دونوں طرح پڑھنا مروی ہے۔ کبھی آپ ﷺ جہراً پڑھ لیتے اور کبھی سراً۔ نیز محققین علماء کی جماعت کہتی ہے کہ یہ قرآن مجید کی

---

(7) صحيح البخاري: 743

(8) الصنعاني، محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأمير (المتوفى: 1182هـ)، سبل السلام، الناشر: دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ، ج: 1، ص: 257

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طرح ہے جس میں قراءت جہری ہو گی، اس میں بسم اللہ بھی جہری ہو گی اور جس نماز میں سری قراءت ہو گی، وہاں بسم اللہ بھی سری پڑھی جائے گی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ "الحمد للہ" سے نماز کو شروع کرنے کا یہ مطلب ہے کہ نماز کی قراءت سورۃ فاتحہ سے شروع کرتے، جبکہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی جزء ہے، اور باقی سورتیں فاتحہ کے بعد پڑھتے، جس طرح کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن نسائی میں باب یوں منعقد کیا ہے: "بَابُ الْبَدَاءَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَبْلَ السُّورَةِ"(9) یعنی نماز میں قراءت کی ابتداء "سورۃ فاتحہ" سے کی جائے اور باقی سورتیں بعد میں پڑھی جائیں۔

یعنی فاتحہ بشمول بسم اللہ سے قراءت کی ابتداء کی جاتی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع ترمذی میں امام شافعی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے:

"مَعْنَاهُ: أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْدَءُونَ بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَبْلَ السُّورَةِ، وَلَيْسَ مَعْنَاهُ: أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَقْرَءُونَ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ [الفاتحة: 1]" (10)

یعنی اس کا یہ مطلب ہے کہ قراءت کی ابتداء سورۃ فاتحہ سے کرتے، پھر دوسری سورتیں پڑھتے۔ یہ مطلب نہیں کہ بسم اللہ پڑھتے ہی نہیں تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم تو فاتحہ کی آیت ہے۔ اس کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

اس مفہوم کی موافقت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت کرتی ہے:

---

(9) سنن النسائي، قبل الحديث: 902

(10) سنن الترمذي، تحت الحديث: 246

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ فَكَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ. (11)

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فاروق وعثمان رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے تو یہ نماز کی قراءت ام القرآن (فاتحہ) سے شروع کرتے تھے۔

اس حدیث سے استدلال یوں ہے کہ یہاں سورت فاتحہ کے اسماء کا تذکرہ ہے۔ یعنی جس طرح سورۃ فاتحہ کے ناموں میں "سورۃ الحمد للہ رب العالمین" ہے، اور دوسرے کئی نام ہیں، اسی طرح "ام القرآن" بھی ایک نام ہے۔ اور پوری سورت میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اس کی جزء ہے، نہ یہ کہ قراءت لفظ "الحمد للہ" سے شروع کرتے۔

بعض روایات میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ذکر نہیں ہے! اس کا یہ مطلب نہیں کہ عدمِ ذکر سے عدمِ شے لازم ہوگئی ہے۔ یہ لازم نہیں آتا۔ علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَالصَّحِيح من مَذْهَب أَصْحَابنَا أَنَّهَا من الْقُرْآن لِأَن الْأمة أجمعت على أَن مَا كَانَ مَكْتُوبًا بَين الدفتين بِحكم الْوَحْي فَهُوَ من الْقُرْآن وَالتَّسْمِيَة كَذَلِك." (12)

---

(11) سنن الدارقطني، كتاب الصلاة، باب ذكر اختلاف الرواية في الجهر بـ بسم الله الرحمن الرحيم، رقم الحديث: 1207

(12) العينى، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين (المتوفى: 855هـ)، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، ج: 5، ص: 291

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو بین الدفتین مکتوب ہے، وہ قرآن ہے۔ تو بسم اللہ بھی تو تمام مصاحف میں بدستور مکتوب آرہا ہے تو اسی طرح وہ بھی قرآن ہے۔

باقی رہا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھنے کے بہت فضائل اور برکات ہیں۔ اسے ہر کارِ خیر کے شروع میں پڑھنا باعثِ برکت ورحمت ہے۔

مبحث نمبر 2: سورۃ الفاتحہ

سورۃ فاتحہ اور اس کے دیگر اسماء کے مناقب وفضائل:

اسماء: ① سورۃ الفاتحہ، ② ام القرآن، ③ السبع المثانی، ④ القرآن العظیم، ⑤ الحمد للہ رب العالمین، ⑥ سورۃ الصلوٰۃ، ⑦ سورۃ الحمد، ⑧ سورۃ الشکر، ⑨ سورۃ الشفاء، ⑩ سورۃ الرُّقیہ، ⑪ سورۃ الکنز، ⑫ سورۃ الاساس، ⑬ سورۃ الکافیہ، ⑭ سورۃ الشافیہ، ⑮ سورۃ الوافیہ، ⑯ سورۃ الدعاء، ⑰ سورۃ تعلیم المسئلہ، ⑱ سورۃ المناجاۃ، ⑲ سورۃ التفویض، ⑳ سورۃ ام الکتاب۔ (13)

عظمت وفضائل سورۃ الفاتحہ:

قال رسول اللہ ﷺ: «الفاتحةُ أَعْظَمُ سُورَةٍ فِي القُرْآنِ» (14)

---

(13) 1. أبو السعود، العمادي محمد بن محمد بن مصطفى (المتوفى: 982هـ)، تفسير أبي السعود = إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، ج: 1، ص: 8

2. ابن حجر، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي (المتوفى: 852 هـ)، فتح الباري شرح صحيح البخاري، الناشر: دار المعرفة - بيروت، 1379هـ، ج: 8، ص: 156

(14) صحيح البخاري: 4474- سنن أبي داود: 1458- سنن ابن ماجه: 3785- سنن النسائي: 913

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ قرآن میں سب سے بڑی عظمت والی سورۃ ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أُعْطِيتُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ» (15)

یعنی فاتحہ شریف عرشِ عظیم سے وابستہ سورت مجھے عطاء کی گئی ہے۔

قال رسول الله ﷺ: «مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا، وَإِنَّهَا سَبْعٌ مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُعْطِيتُهُ» (16)

یعنی سورۃ فاتحہ / ام القرآن جیسی عظیم الشان سورۃ کتب سابقہ حتیٰ کہ خود قرآن میں بھی نہیں ملتی۔

قَالَ رسول الله ﷺ: «أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ ... فَقَالَ: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ» (17)

یعنی تمہیں ایک عظیم المرتبت سورۃ تعلیم نہ کروں؟ جس کا نام الحمد للہ رب العالمین ہے جو السبع المثانی اور قرآنِ عظیم ہے اور وہ مجھے عنایت کی گئی ہے۔

یہ ہے سورہ فاتحہ جسے بار بار پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اور اسی طرح سورۃ فاتحہ کے عام اسماء پر غور و فکر کریں جیسے سورۃ الدعاء وغیرہ، ان میں انسان کے لیے طرح طرح کی نعمتوں کا تذکرہ ہے اور انسان کے جملہ حوائج وضروریات اور مسائل و مشاکل کا ان میں حل موجود ہے۔ نیز:

---

(15) المستدرك على الصحيحين للحاكم: 2053۔ شعب الإيمان للبيهقي: 2149

(16) سنن الترمذي: 2875۔ شعب الإيمان للبيهقي : 1427

(17) صحيح البخاري : 4703

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ... فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " قَالَ اللهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، ... فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} [الفاتحة: 2]

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ ایک حصہ میرے لیے ہے اور ایک حصہ میرے بندے کے لیے ہے۔

لیکن جب نماز کی تقسیم شروع کی تو سورۃ فاتحہ کو تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جیسے بندہ جب "الحمد للہ رب العالمین" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: «حَمِدَنِي عَبْدِي» میرے بندے نے میری تعریف کی۔

«وَإِذَا قَالَ: {الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} [الفاتحة: 1]، قَالَ اللهُ تَعَالَى: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي» میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ «وَإِذَا قَالَ: {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ}» تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: «مَجَّدَنِي عَبْدِي» میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔

«فَإِذَا قَالَ: {إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ} [الفاتحة: 5]» تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایاک نعبد میرے لیے ہے اور وایاک نستعین میرے بندے کے درمیان ہے۔ «وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ» میرے بندے کو وہ مل گیا جو اس نے سوال کیا۔

«فَإِذَا قَالَ: {اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7] قَالَ: هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ». (18)

(18) صحیح مسلم: 395

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہاں صلوٰۃ / نماز سے مراد "فاتحہ شریف" ہے۔ صلوٰۃ کا اطلاق فاتحہ پر اس لیے ہوا ہے کہ فاتحہ نماز کا رکن اور اس کا جزء ہے۔ تسمیۃ الجزء باسم الکل کے تحت ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ نمازی جو "فاتحہ شریف" کو نماز میں پڑھتے ہیں اور اللہ سے مخاطب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس بندے کی تعریف کرتا ہے اور نقد بنقد اسے نوازتا ہے۔

نمبر 2: سورۃ الصلوٰۃ:

السید پیر عبد القدر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں:

"فإن قراءتها فريضة، وهي ركن تبطل الصلاة بتركها." (19)

یعنی فاتحہ کا نام "سورۃ الصلوٰۃ" اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ نماز میں فرض اور اس کا رکن اور جزء ہے۔ اس کے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

نمبر 3: سورۃ الشفاء والرقیہ:

صحیح بخاری میں ہے کہ عہدِ نبوی میں ایک صحابی نے ایک شخص پر فاتحہ کا دم کیا تو وہ سانپ ڈسا آدمی صحت مند ہو گیا۔ بعد میں آپ ﷺ نے اس عمل کو سراہا۔ (20)

اسی طرح سنن دارمی میں حدیث ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔ (21)

---

(19) الجيلاني، عبد القادر بن موسى بن عبد الله بن جنكي دوست الحسني، أبو محمد، محيي الدين أو الكيلاني، أو الجيلي (المتوفى: 561 هـ)، الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م، ج: 2، ص: 192

(20) صحيح البخاري: 5007

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو آدمی سورۃ فاتحہ کو محبت سے پڑھے، اس میں بڑے فوائد ہیں۔ اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی۔ منہ میں پھول پڑیں گے۔ اس سورہ کے پڑھنے سے منہ میں آگ کا انگارہ نہ پڑے گا۔

حنفی حضرات میں مشہور ہے کہ نماز میں فاتحہ پڑھنے سے منہ میں انگارے پڑتے ہیں۔ جبکہ اس قسم کی روایات کا کوئی اصل نہیں ہے۔

مولانا عبدالحی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ان روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وكل ما ذكروه مرفوعاً فيه إما لا أصل له، وإما لا يصح. كحديث: "من قرأ خلف الإمام مُلئ فوه ناراً"، أخرجه ابن حبان في "كتاب الضعفاء" واتُّهم به مأمون بن أحمد أحد الكذّابين، وذكره ابن حجر في "تخريج أحاديث الهداية"، وكحديث: "من قرأ خلف الإمام ففي فِيه جمرة"، ذكره صاحب "النهاية" وغيره مرفوعاً ولا أصل له."(22)

یعنی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے پڑھنے والے کے منہ میں آگ بھری جائے گی، اور اس کے منہ میں آگ کا انگارہ دیا جائے گا، اس قسم کی روایات کی کوئی اصل اور اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ اس روایت میں مامون بن احمد کذاب راوی ہے۔

یہ تبصرہ خود حنفی محقق عالم نے کیا ہے۔ اب ایسی روایات کہ جن کی کوئی اصل نہیں، اس میں راوی کذاب ہیں، ان روایات کو قرآنی آیات: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ﴾ [المزمل: 20]

---

(21) سنن الدارمي: 3413۔ وقال محقق الدارمي: "إسناده صحيح غير أنه مرسل"

(22) اللكنوي، محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم الأنصاري الهندي، أبو الحسنات (المتوفى: 1304هـ)، التعليق المجد على موطأ محمد (شرح لموطأ مالك برواية محمد بن الحسن)، الناشر: دار القلم، دمشق، الطبعة: الرابعة، 1426 هـ - 2005 م، ج: 1، ص: 427

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ ہر نمازی قرآن کے آسان حصہ میں سے ضرور پڑھے۔

اس کے مد مقابل پیش کریں۔ میرے حنفی بھائیو! یہ تو آپ کی کرامات اور کمالات ہی ہو سکتی ہیں۔

خضاب پردہ پیری نمے شود صائب
بمکر و حیلہ خزاں را بہار نتواں کرد

نمبر4: سورۃ ام القرآن:

وتسمى أمَّ القرآن لكونها أصلاً ومنشأً له إما لمبدئيتها له وإما لاشتمالها على ما فيه. (23)

علامہ ابو السعود فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کو ام القرآن اس لیے بھی کہتے ہیں کہ سورہ قرآن کے جملہ مقاصد و مضامین پر مشتمل ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

"وَقيل: سميت أم القُرآن لِأَنَّها تؤم غيرها كالرّجلِ يؤم غيره فيتقدم عَلَيْهِ." (24)

یعنی سورۃ فاتحہ کو ام القرآن اس لیے بھی کہتے ہیں کہ یہ قرآنی سورہ تمام سورتوں سے مقدم ہے۔ امام کی حیثیت میں ہے۔ جس طرح امام مقتدیوں سے آگے ہوتا ہے۔

نماز رُکن اسلام ہے:

نماز ارکان اسلام میں سے ایک عظیم رکن ہے۔ نماز صورۃً دو چیزوں سے مرکب ہے:

---

(23) أبو السعود، تفسير أبي السعود، ج: 1، ص: 8
(24) العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج: 18، ص: 80

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

1. افعال سے جیسے قیام، رکوع، سجود، جن سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کبریائی وعظمت کا اظہار ہوتا ہے اور انسان کی ان میں عجز وانکساری واضح ہوتی ہے۔

2. قراءتِ قرآن سے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس کے تذکرے ہوتے ہیں اور بندے کی عبودیت ونیاز مندی کا اقرار ہوتا ہے۔

یعنی نماز ایک مجموعہ اور کل ہے جو فعلی وقولی اجزاء سے مرکب ہے۔

مبحث نمبر 3: مطلق قراءتِ قرآن فی الصلوٰۃ

یہاں سے ہم نماز کے قولی رکن کی طرف آتے ہیں اور وہ ہے: قراءتِ قرآن۔ اس کی دو شقیں ہیں۔ ایک شق ہے: مطلق قرآن کی قراءت اور دوسری شق ہے: مخصوص قراءتِ فاتحہ۔

1. مطلق قراءتِ قرآن کی فرضیت:

سورۃ بنی اسرائیل میں ہے: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ [الإسراء: 78]

قرآن الفجر أي صلاة الصبح، سميت قرآنا كما سميت الصلاة ركوعا وسجودا، تسمية الشيء باسم رُكنه وجزئه، عطف على الصلاة. (25)

یعنی اس آیت سے مفسر نے یہ استدلال کیا ہے کہ قرآن الفجر سے مراد صبح کی نماز ہے تو یہاں صلوٰۃ کو قراءتِ قرآن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وہ اس لیے کہ

(25) جامع البیان فاروقی، ص: 249

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قراءتِ قرآن نماز کا رُکن ہے اور جزء ہے۔ جس طرح کہ خود قرآن میں نماز کو قیام، رکوع، سجود سے، تعبیر کیا گیا ہے اور یہ اس اصول کے تحت ہے: «تسمية الشيء باسم ركنه وجزئه» جیسے قرآن میں ہے: ﴿وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ [البقرة: 43]

یعنی نماز پڑھو نمازیوں کے ساتھ۔

یہاں رکوع سے نماز مراد ہے، اس لیے کہ رکوع نماز کا رکن اور جزء ہے۔

دوسری جگہ ہے: ﴿وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ﴾ [ق: 40]

أي عقاب الصلاة۔ (26)

یہاں سجود سے مراد نماز ہے یعنی نماز کے بعد تسبیحات اور ذکر واذکار کرو۔

ان مقامات پر قراءتِ قرآن، رکوع، سجود، قیام، یہ نماز کے ارکان ہیں۔ اور اسی طرح: ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ [البقرة: 238] تو یہاں ﴿قُوْمُوْا﴾ کے قیام سے مراد نماز ہے کیونکہ قیام بھی نماز کا رکن ہے۔

نماز کل کا درجہ رکھتی ہے اور قراءتِ قرآن، قیام، رکوع، سجود، یہ اس کے اجزاء اور ارکان ہیں۔ اور نماز کے اندر یہ فرض کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی رکن ترک ہو جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مطلق قراءتِ قرآن کی فرضیت عند الاحناف:

فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ میں ہے: "فرائض الصلاة ستة: ... "والقراءة" لقوله تعالى: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾. [المزمل: 20]"

(26) تفسیر جامع البیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی نماز کے چھ فرائض ہیں۔ ان میں سے مطلق قراءتِ قرآن بھی نماز میں فرض ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ قرآن میں سے کچھ حصہ ضرور پڑھو۔

فائدہ:

جو چیز نماز کا رکن یا جزء ہو، وہ فرض ہوتا ہے اور فرض و رکن کی ادائیگی ہر نمازی پر لاگو ہوتی ہے۔ وہ اسے خود ادا کرتا ہے۔ امام کسی کے قیام، رکوع، سجود کو ادا نہیں کر سکتا، اسی طرح قراءتِ قرآن بھی امام پر نہیں چھوڑی گئی۔ امام کی قراءت خود امام کے لیے ہے اور مقتدی خود قراءتِ قرآن کا پابند ہے۔ وہ خود پڑھے گا۔ جیسے قیام، رکوع اور سجود کا پابند ہے۔

مبحث نمبر 4: فاتحۃ الکتاب کی تخصیص

مذکورہ بحث نمبر 3 میں مطلق قراءتِ قرآن کی فرضیت کو نماز میں بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے۔ اب ہم خاص فاتحہ شریف کی فرضیت اور نماز میں رکنیت کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔ سورۃ الحجر میں ہے: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾ [الحجر: 87]

یعنی ہم نے آپ کو سات آیات دی ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں اور جو قرآن عظیم ہے۔

یہاں ﴿مِنَ الْمَثَانِيْ﴾ میں ”مِن“ بیانیہ ہے۔ یعنی سبعاً سے مراد المثانی ہے اور ”والقرآن العظیم“ کا اس پر عطف ہے۔ اور یہ عطف من باب عطف الصفة علی الصفة ہے۔ (27)

(27) مجمع البحار، ج: 1، ص: 165

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ کرمانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

"وَقَالَ الكرْمَانِي: الْمَشْهُور بَين النُحَاة أَن هَذِه الْوَاو للْجمع بَين الوصفين، ... أَي: مَا يُقَال لَهُ: السَّبع المثاني وَالْقُرْآن الْعَظِيم، وَمَا يُوصف بهما." (28)

یعنی اس سے مراد وہ سات آیات ہیں جنہیں السبع المثانی والقرآن العظیم کہا جاتا ہے اور وہ ان دونوں وصفوں سے موصوف ہے۔

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جانے والی سورت وہ ہے جس کی سات آیات ہیں (اور وہ سورۃ فاتحہ ہے) اور وہ عظمت و ثواب میں پورے قرآن کے برابر ہے۔

مؤطا امام مالک میں ہے، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، السُّورَةَ الَّتِي وَعَدْتَنِي، قَالَ: «كَيْفَ تَقْرَأُ إِذَا افْتَتَحْتَ الصَّلَاةَ؟» قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [الفاتحة: 2] حَتَّى أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: «هِيَ هٰذِهِ السُّورَةُ. وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ، الَّذِي أُعْطِيتُ» (29)

اس حدیث میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ آیات کی توضیح و تشریح کردی کہ الحمد شریف سورۃ فاتحہ ہی السبع المثانی اور القرآن العظیم ہے۔

اسی طرح طبرانی میں ہے:

---

(28) العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج: 18، ص: 81

(29) مؤطا مالك ت الأعظمي: 275

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

«وقد روى الطبراني بإسنادين جيدين عن عمر، ثم عن علي السبع المثاني: فاتحة الكتاب، زاد عن عمر: تثنى في كل ركعة» (30)

اس میں بھی یہی وضاحت کی گئی ہے کہ "سبع المثانی" سے مراد خود سورۃ فاتحہ ہے۔ کیونکہ یہی سورۃ نماز کی ہر رکعت میں بار بار پڑھی جانے والی سورۃ ہے۔

لہٰذا مذکورہ حدیث نبوی و آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے آیتِ قرآنی مذکورہ زیرِ بحث کے محل وقوع کا تعین ہو گیا۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کر رہے ہیں کہ فاتحہ الکتاب ہی نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جانے والی سورۃ ہے۔

نتیجہ:

آیت: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ [المزمل: 20] سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مراد سورۃ فاتحہ ہی ہے۔

اس استدلال کی تائید کے لیے حدیث قدسی موجود ہے۔ صحیح مسلم شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " قَالَ اللهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [الفاتحة: 2]... الخ»

اس حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ یعنی نماز کو تقسیم کرنے کا وعدہ فرمایا، لیکن تقسیم کرتے وقت سورۃ فاتحہ کی تقسیم شروع کر دی۔ تو اس حدیثِ

(30) الزرقاني، أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف بن أحمد بن شهاب الدين بن محمد المالكي (المتوفى: 1122هـ)، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417هـ-1996م، ج: 7، ص: 217

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قدسی میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ نماز فاتحہ کا نام ہے۔ یعنی جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ «قسمت الصلاۃ» کی حدیثِ قدسی میں صلوٰۃ سے مراد فاتحہ لی ہے، اسی طرح «السبع المثاني» سے مراد اللہ تعالیٰ نے فاتحہ شریف لی ہے۔

فائدہ:

سورۃ فاتحہ سے نماز مراد لینا ایسا ہے جیسے «الحج عرفة» یعنی حج وقوفِ عرفہ ہے۔ چونکہ وقوفِ عرفہ حج کا ایک اہم رکن ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے وقوف کو حج سے تعبیر کر دیا۔ اسی طرح چونکہ فاتحہ نماز کا ایک اہم ترین رکن ہے تو اسے نماز سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فائدہ: منصبِ رسالت پر فائز رسول ﷺ کا استدلال:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید کی تبیین وتفسیر کرنے کا استحقاق دے دیا ہے: ﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ [النحل: 44]

”ہم نے آپ ﷺ کی طرف قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ ﷺ لوگوں کے لیے اس کی تبیین وتفسیر کریں۔

دوسری جگہ فرمایا: ﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾ [القيامة: 19]

”اور اسی طرح ہم پر اس کی ذمہ داری ہے کہ آپ ﷺ کی زبان سے اس کا بیان کرائیں۔“

ایک اور مقام پر ہے: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ﴾ [النساء: 105]

یعنی ”ہم نے آپ کی طرف قرآن حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے مابین اس کی روشنی میں فیصلے کریں جو آپ کو اللہ نے دکھادی ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کو اللہ سبحانہ نے یہ منصب عطاء فرمایا ہے تو رسول کریم ﷺ نے اپنے اس منصب کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کی روشنی میں جو سورۃ الحجر میں ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾ [الحجر: 87] میں ذکر کیے ہیں۔ ان کی روشنی میں آپ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا۔

حدیث نمبر 1:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» (31)

یعنی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں فاتحہ شریف نہیں پڑھتا، اس کی کوئی نماز نہیں ہوتی۔

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ اپنی کتاب جزء القراءۃ میں لکھتے ہیں:

"تَوَاتَرَ الْخَبَرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ»" (32)

یعنی رسول اکرم ﷺ سے متواتر روایات میں ہے کہ ام القرآن / فاتحہ شریف کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔

---

(31) صحيح البخاري: 756۔ صحيح مسلم: 394

(32) البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة، أبو عبد الله (المتوفى: 256هـ)، جزء القراءة خلف الإمام، الناشر: المكتبة السلفية، الطبعة: الأولى، 1400 هـ - 1980 م، ص: 7

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ائمہ کرام و محدثین عظام رحمۃ اللہ علیہم کا اس حدیث سے استدلال:

یعنی ائمہ دین نے فاتحہ کا نماز میں رکن اور اس میں فرض ہونے کا اقرار کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"وَسَنَّ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنْ يَقْرَأَ الْقَارِئُ فِي الصَّلَاةِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَدَلَّ عَلَى أَنَّهَا فَرْضٌ عَلَى الْمُصَلِّي إِذَا كَانَ يُحْسِنُ يَقْرَؤُهَا." (33)

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے مسنون قرار دے دیا ہے کہ قاری نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھے اور بتلا دیا کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ہر نمازی پر فرض ہے جبکہ وہ سورۃ فاتحہ بخوبی پڑھ سکتا ہو۔

ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:

"وَإِنَّ حَدِيثَ عُبَادَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ يَدُلَّانِ عَلَى فَرْضِ أُمِّ الْقُرْآنِ."(34)

---

(33) الشافعي، أبو عبد الله محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبي القرشي المكي (المتوفى: 204هـ)، الأم، الناشر: دار المعرفة - بيروت، سنة النشر: 1410هـ/1990م، ج: 1، ص: 129

(34) الشافعي، الأم، ج: 1، ص: 125

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی عبادہ وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایات فرضیتِ فاتحہ پر دلالت کرتی ہیں۔

اسی طرح امیر المؤمنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں اس طرح باب قائم کیا ہے:

"بَابُ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ." (35)

علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں زیر عنوان: "ذکر ما يستنبط مِنْهُ" لکھا ہے:

"اسْتدلَّ بِهَذَا الحَدِيث عبد الله بن الْمُبَارك وَالْأَوْزَاعِيّ وَمَالك وَالشَّافِعِي وَأحمد وَإِسْحَاق وَأَبُو ثَوْر وَدَاوُد على وجوب قِرَاءَة الْفَاتِحَة خلف الإِمَام فِي جَمِيع الصَّلَوَات." (36)

یعنی ان تمام ائمہ مذکورین ومحدثین عظام نے جمیع صلوات میں (تمام نمازوں میں) امام کی اقتدا میں فاتحہ کا پڑھنا فرض قرار دیا ہے۔

اسی طرح حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المحلیٰ میں فرمایا ہے:

"وَقِرَاءَةُ أُمِّ الْقُرْآنِ: فَرْضٌ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْ كُلِّ صَلَاةٍ إمَامًا كَانَ أَوْ مَأْمُومًا أَوْ مُنْفَرِدًا - وَالْفَرْضُ وَالتَّطَوُّعُ سَوَاءٌ، وَالرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ سَوَاءٌ." (37)

یعنی ہر مرد وزن پر ہر نماز میں فاتحہ فرض ہے۔ امام ہو یا مقتدی ہو۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

(35) صحيح البخاري، قبل الحديث: 755

(36) العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج: 6، ص: 10

(37) ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456هـ)، المحلى بالآثار، الناشر: دار الفكر - بيروت، ج: 2، ص: 265

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”فِيهِ دَلِيلٌ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَمَنْ وَافَقَهُ أَنَّ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ وَاجِبَةٌ عَلَى الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ وَالْمُنْفَرِدِ وَمِمَّا يُؤَيِّدُ وُجُوبَهَا عَلَى الْمَأْمُومِ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ.“ (38)

یعنی ہر نمازی پر فاتحہ کی تقیید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہے کہ اے فارسی! فاتحہ کو اپنے دل میں آہستہ آہستہ پڑھ لیا کرو۔

اسی طرح مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فاتحہ نماز کا رکن اور اس میں فرض ہے:

”ما ذكره النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَفْظ الركنية كَقَوْله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا صَلَاة إِلَّا بِفَاتِحَة الْكتاب " وَقَوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تجزى صَلَاة الرجل حَتَّى يُقيم ظَهره فِي الرُّكُوع وَالسُّجُود " وَمَا سمى الشَّارِع الصَّلَاة بِهِ فَإِنَّهُ تَنْبِيه بليغ على كَونه ركنا فِي الصَّلَاة.“ (39)

یعنی ان حدیثوں سے فاتحہ شریف کا نماز میں رکن اور فرض ہونا قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح رکوع و سجود میں تعدیلِ ارکان فرض ہے۔

نوٹ: تعدیلِ ارکان کی تفصیل حدیث ”مسیُٔ الصلوٰۃ“ کی بحث میں آرہی ہے۔

شاہ صاحب کے فیصلہ کو غور سے پڑھیں، خصوصاً ہمارے حنفی بھائی کہ فاتحہ اور تعدیلِ ارکان نماز کا رکن اور نماز میں فرض ہیں۔ یہ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

---

(38) النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف (المتوفى: 676هـ)، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، 1392، ج: 4، ص: 103

(39) الدهلوي، أحمد بن عبد الرحيم بن الشهيد وجيه الدين بن معظم بن منصور المعروف بـ «الشاه ولي الله » (المتوفى: 1176هـ)، حجة الله البالغة، الناشر: دار الجيل، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، سنة الطبع: 1426 هـ - 2005م، ج: 2، ص: 7

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی کیونکہ فاتحہ نماز کا رکن ہے اور فاتحہ نماز کا دوسرا نام ہے۔امام صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

"وَفِي ذٰلِكَ دَلَالَةٌ عَلَى كَوْنِهَا رُكْنًا فِيهَا حَتّٰى سَمَّاهَا بِاسْمِهَا وَلَمْ يُفَرِّقْ فِيهَا بَيْنَ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ وَالْمُنْفَرِدِ، وَالَّذِي حَمَلَ الْحَدِيثَ ، وَهُوَ أَعْرَفُ بِمَا رَوَى ، حَمَلَ وُجُوبَ قِرَاءَتِهَا عَلَى الْجَمِيعِ، وَأَمَرَ الْمَأْمُومَ بِقِرَاءَتِهَا سِرًّا." (40)

یعنی راوی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو خوب سمجھتے ہیں کہ فاتحہ شریف کا ہر نمازی پر پڑھنا فرض ہے، خواہ مقتدی ہی کیوں نہ ہو، لیکن مقتدی سراً پڑھے۔

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ ان ائمہ کرام کے استدلال پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

"ثُمَّ وَجه اسْتِدْلَال الشَّافِعِي وَمن مَعَه بِهٰذَا الْحَدِيث، وَهُوَ أَنه: نفى جنس الصَّلَاة عَن الْجَوَاز إِلَّا بِقِرَاءَة فَاتِحَة الْكتاب." (41)

یعنی ان ائمہ کا اس حدیث سے یہ استدلال ہے کہ حدیث میں "صلوۃ" نکرہ ہے جس نے لا نفی جنس کے تحت آنے سے ہر قسم کی نماز کے جواز کی نفی کر دی ہے۔

جیسے حدیث «لَا نَبِيَّ بَعْدِي» (42) نے ہر قسم کے نبی کی نفی کر دی ہے۔«لا صلاة» میں لا نفی جنس کی خبر محذوف "مَوْجُوْدٌ" ہے۔یعنی نماز کا وجود ہی

(40) البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر (المتوفى: 458هـ)، كتاب القراءة خلف الإمام، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 هـ، ص: 30

(41) العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج: 6، ص: 11

(42) صحيح البخاري: 3455

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ جیسے علامہ عبد الحی حنفی، علامہ ابو الحسن سندھی، علامہ ابن الہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہم ان سب نے وجود کی نفی مراد لی ہے۔ یعنی شرعاً اس نماز کا وجود ہی نہیں ہے جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے۔ لہٰذا نفی کمال کی مراد لینا بالکل غلط ہے۔ (43)

علامہ کرمانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وفيه دليل على أن قراءة الفاتحة واجبة على الامام والمأموم والمنفرد في الصلوات كلها." (44)

یعنی عبادہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دلیل ہے کہ "سورۃ فاتحہ نماز میں واجب ہے" امام ہو، خواہ مقتدی ہو یا منفرد ہو۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا اپنا مسلک:

"لَا صَلَاةَ إِلَّا بِهَا." (45)

"کوئی نماز نہیں سوائے فاتحہ کے۔"

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "هذا عموم لا يجوز تخصيصه إلاّ بدليل." (46)

---

(43) البرهان العجاب، ص: 30 وغیره

(44) الكرماني، محمد بن يوسف بن علي بن سعيد، شمس الدين (المتوفى: 786هـ)، الكواكب الدراري في شرح صحيح البخاري، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت-لبنان، طبعة ثانية: 1401هـ - 1981م، ج: 5، ص: 124

(45) ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ)، التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، الناشر: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية - المغرب، عام النشر: 1387هـ، ج: 11، ص: 39

(46) الخطابي، أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب البستي (المتوفى: 388هـ)، معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود، الناشر: المطبعة العلمية - حلب، الطبعة: الأولى 1351 هـ - 1932 م. ج: 1، ص: 205

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر 2 بروایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ» ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ. فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ: «اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ» (47)

یعنی رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی بھی نماز پڑھی اور اس میں اس نے فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص اور نا تمام ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو تب؟ انہوں نے جواب دیا کہ پھر دل میں آہستہ سے پڑھ لو۔

خداج پر لغوی تبصرہ:

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ اساس البلاغہ میں خداج کے مادہ کے تحت لکھتے ہیں:

"أخدج صلاته: نقص بعض أركانها." (48)

یعنی اس شخص نے نماز کے بعض ارکان ناقص کر دیے۔

اسی طرح لغت میں یوں بھی آتا ہے:" أَخْدَجَتِ النَّاقَةُ" (49)

یعنی اونٹنی نے بے جان بچہ گرا دیا (ناقص الخلقت)

تو اسی طرح وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے، بے روح مردہ ہے۔

اس کی تائید حدیث میں بھی آئی ہے:

---

(47) صحيح مسلم: 395

(48) الزمخشري، أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، جار الله (المتوفى: 538هـ)، أساس البلاغة، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1419 هـ - 1998 م، ج: 1، ص: 232

(49) الجوهري، أبو نصر إسماعيل بن حماد الفارابي (المتوفى: 393هـ)، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، الناشر: دار العلم للملايين - بيروت، الطبعة: الرابعة 1407 هـ - 1987 م، ج: 1، ص: 309

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

«لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» (50)
یعنی وہ نماز کفایت ہی نہیں کرتی جس میں آدمی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔
تو اس حدیث نے خداج والی حدیث کے معنیٰ کی تائید کر دی ہے۔

حدیث نمبر3: فاتحہ خلف الامام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب القراءۃ" میں عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ان الفاظ سے نقل کی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ» (51)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی نماز نہیں جو امام کی اقتداء میں فاتحہ نہیں پڑھتا۔

یہاں اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے «خلف الإمام» کے لفظ سے مقتدی کو مخصوص کر دیا ہے۔ امام بیہقی لفظ «خلف الإمام» پر لکھتے ہیں:

"قَالَ أَبُو الطَّيِّبِ: قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ: خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ: خَلْفَ الْإِمَامِ وَهٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ وَالزِّيَادَةُ الَّتِي فِيهِ كَالزِّيَادَةِ الَّتِي فِي حَدِيثِ مَكْحُولٍ وَغَيْرِهِ فَهِيَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ صَحِيحَةٌ وَمَشْهُورَةٌ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ، وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ أَكَابِرِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفُقَهَائِهِمْ." (52)

---

(50) سنن الدارقطني، كتاب الصلاة، باب وجوب قراءة أم الكتاب في الصلاة وخلف الإمام، رقم الحديث: 1225۔ وقال الدارقطني: هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ.

(51) البيهقي، كتاب القراءة خلف الإمام، ص: 70

(52) البيهقي، كتاب القراءة خلف الإمام، ص: 70

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی راوی حدیث ابو الطیب نے اپنے شیخ محمد بن سلیمان سے خلف الامام کی زیادت کے بارے سوال کیا تو اس کے جواب میں استاذ محترم نے فرمایا کہ یہ زیادت صحیح ہے اور سند بھی صحیح ہے۔ جس طرح مکحول وغیرہ کی روایت میں یہ زیادت موجود ہے۔ اور پھر اس سند میں سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے فقہاء صحابہ میں سے ہیں تو اسناد بالکل صحیح ہے!

اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد بن اسحاق، امام مغازی کے واسطہ کے بغیر اپنی سند کے ساتھ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِمَامٍ وَغَيْرِ إِمَامٍ»(53)

اس حدیث میں بھی یہی ہے کہ اس شخص کی نماز نہیں جو فاتحہ نہ پڑھے، خواہ امام ہو یا مقتدی ہو۔ تو فاتحہ کی فرضیت ثابت ہوئی۔

حدیث نمبر4:

امام طبرانی حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ فَلْيَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» (54)

یعنی جو شخص امام کی اقتداء میں نماز پڑھے تو اس پر ضروری ہے کہ وہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔ امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رِجَالُهُ مُوَثَّقُونَ." (55)

---

(53) أيضاً، ص: 61

(54) الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم (المتوفى: 360هـ)، مسند الشاميين، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 - 1984، ج: 1، ص: 171، رقم الحديث: 291

(55) الهيثمي، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان (المتوفى: 807هـ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، الناشر: مكتبة القدسي، القاهرة، عام النشر: 1414 هـ، 1994 م، ج: 2، ص: 111، رقم الحديث: 2648

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کی سند کے تمام راوی ثقہ و معتبر ہیں۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت صحیحین میں بصیغہ "من" مروی ہے اور "من" کلمہ عام غیر مخصوص البعض ہے اور یہ عام شمولی ہے اور عام شمولی کا یہ حکم ہے کہ یہ اپنے تمام افراد پر قطعی طور پر شامل ہوتا ہے مثل خاص کے۔ علماء اصول نے یہی وضاحت کی ہے۔(56)

حنفی علماء کو اپنے اصول کی کتابوں پر فہم وادراک کا ناز ہے۔ وہ اس سے ضرور استفادہ کریں گے۔

لہٰذا صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی عبادہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں "من" عام لفظ ہے۔ اس کے تحت جملہ افراد امام و مقتدی اور منفرد سب آگئے ہیں۔ فاتحہ کی رکنیت و فرضیت سب پر شامل ہے۔ اور پھر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام طبرانی رحمہ اللہ نے نقل کی ہے جس میں «خلف الإمام» کے الفاظ نے فاتحہ کو مقتدی سے مختص کر دیا ہے، لہٰذا اب عام روایات اور مخصص احادیث میں کوئی تعارض یا شذوذ نہیں پایا گیا ہے۔

حدیث نمبر5:

امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں باب قائم کیا ہے:

"بَاب قِرَاءَةُ أُمِّ الْقُرْآنِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ."(57)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يُجْهَرُ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: «لَا يَقْرَأَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ» (58)

---

(56) مسلم الثبوت۔ توضیح تلویح وغیرہ

(57) سنن النسائي، قبل الحديث: 920

(58) سنن النسائي: 920

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفي رواية عند الدارقطني: .... فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: «مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَقْرَأُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ؟»، قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَأَنَا أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ فَلَا يَقْرَأَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ». هَذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ كُلُّهُمْ. (59)

اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی کتاب ”کتاب القراءۃ“ میں مفصل بحث کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

”فقَالَ: «لَا يَقْرَأَنَّ أَحد مِنْكُمْ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ» (60) وفي رواية للبيهقي: قَالَ: لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ؛ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا " وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ. (61) وفي رواية لأبي داود: ... فقال: ... هَلْ تَقْرَءُونَ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ؟»، فَقَالَ بَعْضُنَا: إِنَّا نَصْنَعُ ذَلِكَ، قَالَ: " فَلَا، وَأَنَا أَقُولُ: مَا لِي يُنَازِعُنِي الْقُرْآنُ، فَلَا تَقْرَءُوا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ " (62) فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا. (63)

خلاصۃ المرام:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی یہ احادیث مختلف کتبِ احادیث کے حوالہ جات سے آپ پڑھ آئے ہیں۔ ان کے الفاظ تقریباً یکساں ہیں، جن کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

(59) سنن الدارقطني: 1220
(60) البيهقي، كتاب القراءة خلف الإمام، ص: 63
(61) أيضا، ص: 64
(62) سنن أبي داود: 824
(63) أيضاً: 823

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیت المقدس کے والی تھے اور مسجد کے امام وخطیب بھی یہی تھے۔ ایک دفعہ اتفاق سے اس مسجد کے مؤذن ابو نعیم نے امامت کرائی۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مقتدی بنے اور امام کے پیچھے آہستہ آہستہ سورۃ فاتحہ پڑھتے رہے۔ ان کے نواسے نافع سنتے رہے۔ انہوں نے فاتحہ سراً پڑھنے کی وجہ دریافت کی تو عبادہ رضی اللہ عنہ نے وجہ بتانے کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نماز کا تذکرہ کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جہری نماز پڑھا رہے تھے۔ صحابہ میں سے کسی نے اونچا اونچا پڑھنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں خلل پڑنے لگا۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں سے پوچھا: کیا تم اونچا پڑھتے ہو، جبکہ امام جہری قراءت کرتا ہے؟ تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کہنے لگے: ہاں! ہم ایسا کرتے ہیں۔ تو بعد ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ہدایات دیں کہ جب امام جہری نماز پڑھا رہا ہو تو مقتدی کچھ نہ پڑھیں، مگر سورۃ فاتحہ ضرور پڑھیں، کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی: «لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» (64)

تو اس سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ فاتحہ نماز میں فرض ہے اور مقتدی پر بھی فرض ہے، کیونکہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔

فائدہ نمبر 1: راویوں پر جرح وتعدیل

امام مکحول شامی سے زید بن واقد شامی روایت کرتے ہیں اور زید کو تمام ائمہ جرح وتعدیل نے ثقہ کہا ہے۔ (65)

(64) البخاري، جزء القراءة خلف الإمام، ص: 24، رقم الحديث: 55

(65) ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)، تهذيب التهذيب، الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند، الطبعة: الطبعة الأولى، 1326هـ، ج: 3، ص: 426، رقم الراوي: 780

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح مکحول سے یزید بن یزید بن جابر دمشقی اور علاء بن حارث دمشقی، نعمان بن منذر اور عبدالرحمن بن علاء دمشقی بھی یہی حدیث روایت کرتے ہیں اور یہ تمام رواۃ ثقات ہیں۔ ان میں محمد بن اسحاق کی روایت شامل نہیں جس کی تفصیل امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب القراءت میں لکھی ہے۔ (66)

فائدہ نمبر2:

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ مثلاً: سیدنا انس رضی اللہ عنہ، (67) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (68) اور سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ (69) وغیرہ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ کتاب القراءت میں یہ روایات لائے ہیں۔

فائدہ نمبر3:

امام ترمذی اور امام ابو داود رحمہما اللہ نے اپنی اپنی سنن میں یہ حدیث امام محمد بن اسحاق امام المغازی کے واسطہ سے روایت کی ہے۔ (70) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے (71) اور امام ابو داود نے اسے صحیح فرمایا ہے۔ (72)

---

(66) البيهقي، كتاب القراءة خلف الإمام، ص: 63 – 70

(67) أيضاً، ص: 72، رقم الحديث: 139

(68) أيضاً، ص: 75، رقم الحديث: 152

(69) البيهقي، كتاب القراءة خلف الإمام، ص: 78، رقم الحديث: 166

(70) سنن الترمذي: 311۔ سنن أبي داود: 823

(71) سنن الترمذي: 311

(72) ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)، التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير الناشر: دار الكتب العلمية. الطبعة الأولى 1419هـ. 1989م

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

امام احمد، امام دار قطنی اور امام بیہقی ﷫ کی بعض روایات میں ہے: "قال محمد بن إسحاق حدثني مكحول." (73)

اور بیہقی میں ہے:

"وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنِ الْحَارِثِ الْفَقِيهُ، أَنْبَأَ عَلِي بْن عُمَرَ الْحَافِظُ، ثنا ابْنُ صَاعِدٍ، ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ، ثنا عَمِّي، ثنا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ، بِهَذَا وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ ذَكَرَ فِيهِ سِمَاعَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ مِنْ مَكْحُولٍ." (74)

مشہور قاعدہ ہے کہ جب مُدَلِّس راوی حدثنی واخبرنی کے صیغے سے روایت کرے تو اس کی تدلیس کا مظنہ رفع ہو جاتا ہے۔(75) امام مسلم ﷫ فرماتے ہیں کہ اس سے تصریح سماع ہو جاتی ہے۔(76)

تو اس اصول کے تحت محمد بن اسحاق کی وہ روایت جو حدثنی سے ہے، وہ صحیح ہو گئی اور سابقہ روایات محمد بن اسحاق کی روایت کردہ حدیث کی مُؤید بن گئیں تو اس صورت میں محمد بن اسحاق کی روایت پر کوئی شک وشبہ نہ رہا۔ لہٰذا محمد بن اسحاق کی روایت بھی حجت بن گئی۔

یہاں ان احادیث میں آپ ﷺ نے دو حکم ارشاد فرمائے ہیں:

---

(73) مسند أحمد: 22745۔ سنن الدارقطني: 1216۔ القراءة خلف الإمام للبيهقي، ص: 57، رقم الحديث: 113

(74) البيهقي، القراءة خلف الإمام، ص: 57، رقم الحديث: 114

(75) ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)، نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر، الناشر: مطبعة الصباح، دمشق، الطبعة: الثالثة، 1421 هـ - 2000 م، ج: 1، ص: 85۔ ودیگر کتبِ اصول

(76) صحيح مسلم، المقدمة، باب ما تصح به رواية الرواة بعضهم عن بعض، ج: 1، ص: 32

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

1. جہری نمازوں میں مقتدی قرآن کی قراءۃ نہ کرے۔
2. لیکن جہری نمازوں میں مقتدی سورۃ فاتحہ ضرور پڑھے۔

تو دونوں حکموں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ لوگوں کو مغالطہ نہ دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب کے سامنے پیش ہو کر جواب دہ ہونا ہے۔

نتیجہ بحث :

1. ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ کی اس آیتِ قرآنی سے تمام ائمہ دین بشمول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر نمازی پر قرآن سے مطلق طور پر کچھ حصہ پڑھنا فرض قرار دیا ہے۔
2. پھر اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں مُبَیِّن قرآن و مفسر قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآنی حکم کی مراد سورۃ فاتحہ سے تخصیص کی ہے۔ جس طرح کہ سابقہ روایات میں واضح کیا گیا ہے کہ جو شخص فاتحہ نہ پڑھے، اس کی نماز نہیں ہوتی۔

احناف کا ان نصوص سے عذر لنگ اور راہِ فرار :

چاہیے تو یہ تھا کہ قرآنی آیات شریفہ اور احادیثِ مبارکہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے، لیکن اپنے آپ کے متعصب حنفی مقلد ہونے کا ثبوت دیا۔ حنفی علماء نے ان نصوص سے راہِ فرار اختیار کرنے کے لیے فرضی اصول بنا لیے۔

حنفی مسلک کی مشہور اصول فقہ کی کتاب ''نور الانوار'' میں ہے:

''مثاله: قوله تعالى: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾،

وقوله: ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تُرْحَمُوْنَ﴿۲۰۴﴾ فإن الأول بعمومه يوجب القراءة على المقتدي، والثاني بخصوصه ينفيه، وقد وردا في الصلاة جميعا، فتساقطا." (77)

اسی طرح تلویح شرح توضیح میں ہے:" وَهِيَ وُرُودُ دَلِيلَيْنِ يَقْتَضِي أَحَدُهُمَا عَدَمَ مَا يَقْتَضِيهِ الْآخَرُ." (78)

یعنی دونوں آیات ایک دوسرے کے متضاد و متعارض ہیں۔ پہلی آیت مقتدی پر قراءۃِ قرآن فرض کرتی ہے اور دوسری آیت اس سے منع کرتی ہے۔ لہٰذا دونوں آیاتِ قرآنی باہم تعارض کی وجہ سے ساقط العمل ہو گئیں تو نا قابلِ عمل ٹھہریں۔ یعنی حنفی علماء نے قرآنی آیات کو رد کرنے کا یہ حیلہ کیا کہ یہ دونوں آیات متعارض و متخالف ہیں، لہٰذا ساقط ہو گئیں اور عمل کرنے سے گر گئیں۔

قرآن مجید کی حقانیت:

کفارِ مکہ نے قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ انسانوں کا من گھڑت کلام ہے اور طرح طرح کے اعتراضات وارد کیے۔

اس کے جواب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اگر قرآن مجید کسی بشر کی کلام ہوتی تو اس میں اختلاف اور تعارض پایا جاتا، کیونکہ انسانی معلومات محدود ہیں، تو وہ بیک وقت علومِ کائنات کا احاطہ نہ کر پاتے۔ کبھی کچھ کہتے اور کبھی کچھ کہتے۔ لیکن چونکہ قرآنی آیات میں کسی قسم کا تعارض اور اختلاف نہیں ہے تو یہ کلام الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴿۸۲﴾﴾ [النساء: 82]

(77) نور الأنوار، مطبوعه لكهنؤ، ص: 194

(78) التفتازاني، سعد الدين مسعود بن عمر (المتوفى: 793هـ)، شرح التلويح على التوضيح، الناشر: مكتبة صبيح بمصر، ج: 2، ص: 208

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ اگر یہ غیر اللہ کی کلام ہوتی تو اس میں بہت سے اختلافات پاتے۔"

نظر فکر:

احناف کا عقیدہ ہے کہ قرآن سچا ہے اور قابلِ عمل کتاب ہے۔ پھر یہاں آیات میں تضاد پیدا کر کے ساقط العمل کر دیا ہے۔ هذا خُلْفٌ.

لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ قرآن کلامِ الٰہی ہے جو بذریعہ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کیا گیا ہے۔ اس کی نظیر ایک دوسری آیت ہے: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾ [الأنبياء: 22]

یعنی اگر زمین وآسمان میں کئی معبود ہوتے تو یہ دونوں فاسد ہو چکے ہوتے۔ لیکن چونکہ یہ زمین وآسمان کا یہ نظام بدستور قائم ودائم ہے اور منظم ہے تو معلوم ہوا کہ ان کا مُنَظِم یکتا ذات ہے۔ اسے دلیل تمانع سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کی حقانیت کی دلیل ہی عدم تعارض اور اختلاف کی نفی کر کے دی ہے۔

ـہ
فإن كنت لا تدري فتلك مصيبة
وإن كنت تدري فالمصيبة أعظم

ذرا دیکھیے کہ ان مقلدین کی اندھی تقلید نے کہاں تک دھکیل دیا ہے!

لیکن آیتِ قرآنی نے ہمیں یہ عقیدہ عطاء کیا ہے کہ قرآن میں کوئی اختلاف، تعارض اور تضاد نہیں ہے، بلکہ دراصل حقیقت میں دونوں آیات میں کوئی تعارض وتخالف نہیں ہے۔

تاریخ کے آئینہ میں آیات کو دیکھیں:

﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [الأعراف: 204]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۃ اعراف مکی ہے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ مکہ مکرمہ میں اہل اسلام کے خلاف کفار کی سازشیں ہوتی رہتی تھیں۔ تبلیغ کے وقت تالیاں بجانا، سیٹیاں بجانا اور شعائرِ اسلام کا مذاق اُڑانا ان کا معمول بن چکا تھا۔

ان کفار نے ایک سازش یہ بھی تیار کی: ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ﴾ [حم السجدة: 26]

یعنی جب رسول کی زبان سے قرآن پڑھا جائے تو اس قرآن کو مت سنو اور لغو اور بے ہودہ حرکات کرو تاکہ تم اس تدبیر سے غالب آجاؤ۔

یہاں سے کفار کا تبلیغ کو ناکام کرنے کی سازش آشکار ہوئی۔ تو اس کے جواب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ [الأعراف: 204]

یعنی مجلس علم کے آداب میں سے ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموشی اختیار کرو تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت نازل ہو اور تمھیں ہدایت نصیب ہو جائے۔

یہاں: ﴿لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ اس بات پر قرینہ ہے کہ اس کے مخاطب کفار ہیں کیونکہ مسلمان صحابہ تو اسلام قبول کر کے رحمتِ خداوندی کے مستحق بن چکے تھے اور وہ تبلیغ کے وقت اس طرح بیٹھے ہوتے تھے کہ اگر ان پر پرندہ بھی بیٹھ جاتا تو وہ حرکت نہ کرتے، بلکہ پُرسکون ہو کر سنتے تھے۔ نیز آپ دونوں آیات کے جملوں کا تقابل کریں تو ہر آیت کا جملہ مقابل آیت کے ہر جملے کے برابر ہے۔

لہٰذا ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ﴾ آیت کا مصداق صحابہ نہیں تھے اور نہ ہی یہ آیت مذکورہ آیت ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ کے متعارض ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں: "میرے نزدیک ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ﴾ (جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو) تبلیغ پر محمول ہے۔ اس جگہ قراءت فی الصلوٰۃ مراد نہیں۔ سیاقِ آیات سے یہی معلوم ہوتا ہے۔" (79)

اسی طرح مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں: "آپ ﷺ ان سے یہ بھی کہہ دیجیے کہ جب قرآن پڑھا جاوے مثلاً جناب رسول اللہ ﷺ تبلیغ فرماویں تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو۔" (80)

شیخ ابو حیان فرماتے ہیں:

"وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَجَابِرٌ وَعَطَاءٌ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالزُّهْرِيُّ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: إِنَّهَا فِي الْمُشْرِكِينَ كَانُوا إِذَا صَلَّى الرسول صلى الله عليه وَسَلَّمَ يَقُولُونَ: لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ فَنَزَلَتْ جَوَابًا لَهُمْ." (81)

یعنی مذکورین جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام رحمہم اللہ آیت مذکورہ کا شانِ نزول اس طرح فرماتے ہیں کہ مشرکین کے منصوبہ کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی، مسلمانوں سے متعلق نہیں۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں: "فلا حجة فيها، فإن المقصود كان المشركين، على ما قال سعيد بن المسيب.... الخ." (82)

---

(79) الکلام الحسن، ملفوظات حضرت تھانوی، ج: 2، ص: 212

(80) محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ناشر: مکتبۃ المعارف، کراچی، طبع جدید ربیع الثانی 1429ھ-اپریل 2008ء، ج:4، ص:160

(81) أبو حيان، محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيان أثير الدين الأندلسي (المتوفى: 745هـ)، البحر المحيط في التفسير، الناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: 1420 هـ، ج: 5، ص: 262

(82) القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين (المتوفى: 671هـ)، الجامع لأحكام القرآن = تفسير

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی "اس آیت کا تعلق نماز سے نہیں، بلکہ اصل مقصود یہ تھا کہ مشرکین کو تلقین کی گئی ہے کہ تبلیغ کے موقع پر خاموشی سے سنیں۔ کیونکہ تاریخی لحاظ سے یہ مکی سورۃ کی آیت ہے اور نماز میں کلام کرنے سے مدینہ میں منع کیا گیا ہے کیونکہ اگر ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ﴾ آیت سے نماز میں قراءت وکلام سے منع کیا گیا ہوتا تو پھر مزید: ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ [البقرة: 238] (نماز میں خاموش رہو) نازل کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔"

نیز سورۃ فاتحہ خلف الامام پر دلالت کرنے والی روایات کے اکثر راوی وہ صحابہ کرام ہیں جو متأخر الاسلام ہیں، مثلاً سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ 7ھ میں مسلمان ہوئے۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہجرت کے قریب مسلمان ہوئے۔(83)

یعنی سورۃ فصلت کی آیت مذکورہ کے نزول کے بعد کی ان روایات میں جن میں سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کا حکم ہے اور وہ احادیث جو نماز باجماعت کی صورت میں آئی ہیں، وہ سب یا اکثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ کے بعد کی ہیں، تو ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ﴾ مکی ہے جو مکہ کے حالات کے مطابق ہے۔ اور فاتحہ پڑھنے کی احادیث مدنی ہیں۔ اسی طرح ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ تو ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ نہ ہی آیت ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ﴾ متعارض ہے اور نہ ہی ان کی ناسخ ہے۔ دونوں قابلِ عمل ہیں۔ دونوں آیات کا اپنا اپنا محل وقوع ہے۔ نیز آیت مذکورہ قضیہ مہملہ ہے اور یہ جزئیہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

القرطبي، الناشر: دار الكتب المصرية - القاهرة، الطبعة: الثانية، 1384هـ - 1964 م، ج: 1، ص: 121

(83) ابن حجر، تهذيب التهذيب، ج: 5، ص: 362

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قضیہ مہملہ کی تعریف

وإن لم يبيّن يسمى القضية مهملة، نحو: الإنسان في خسر.(84)

اور حلیہ، ص 9 میں ہے:"وإنما سميت بها لأن الحكم على الأفراد، وقد أهمل بيان كيتها، وهي تلازم الجزئية عند المتأخرين."

لہٰذا یہ آیت قراءت کی بعض صورتوں پر شامل ہے اور بعض صورتوں پر شامل نہیں، جس میں سورۃ فاتحہ کا مقتدی کو امام کی قراءت کے وقت پڑھنا بھی ہے جیسے خطبہ میں درود پڑھنا، جیسے عام مخصوص منہ البعض ہے، جب خطبہ جمعہ میں درود مختص ہو گیا تو نماز میں فاتحہ مختص ہو گی۔ ہلم جرا۔

حدیثِ مسلم «وإذا قرأ فأنصتوا»

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا، وَإِذَا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ [الفاتحة: 7] ، فَقُولُوا: آمِينَ» (85)

«وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا» اس جملہ کی زیادت پر محدثین نے کلام کی ہے۔ یعنی قتادہ کے تمام تلامذہ نے سلیمان التیمی کی مخالفت کی ہے۔ کوئی بھی «وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا» کو ذکر نہیں کرتا۔ تو سلیمان التیمی کا اس زیادت میں وہم ہے اور یہ جملہ شاذ ہے اور مد مقابل حدیث محفوظ ہے۔(86)

---

(84) مرقات منطق، ص: 23

(85) صحيح مسلم: 404۔ سنن أبي داود: 604۔ مسند أحمد: 8889

(86) سنن الدارقطني: 1250۔
الزيلعي، جمال الدين أبو محمد عبد الله بن يوسف بن محمد (المتوفى 762هـ)، نصب الراية لأحاديث الهداية، الناشر: مؤسسة الريان للطباعة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح امام نووی رحمہ اللہ نے بحوالہ سنن بیہقی نقل فرمایا ہے:

"عَنْ أَبِي دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيِّ أَنَّ هٰذِهِ اللَّفْظَةَ لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ وَأَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيِّ وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَافِظِ أَبِي عَلِيٍّ النَّيْسَابُورِيِّ شَيْخِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ .... وَاجْتِمَاعُ هٰؤُلَاءِ الْحُفَّاظِ عَلَى تَضْعِيفِهَا مُقَدَّمٌ عَلَى تَصْحِيحِ مُسْلِمٍ لَا سِيَّمَا وَلَمْ يَرْوِهَا مُسْنَدَةً فِي صَحِيحِهِ." (87)

یعنی یہ اضافی جملہ محفوظ نہیں، شاذ ہے اور پھر ان تمام مشائخ حفاظ کا اس جملہ کی تضعیف پر اجماع کرنا مقدم اور راجح ہے مسلم رحمہ اللہ کی ذاتی تصحیح پر جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس جملے کو باسنادہ المتصل بھی نہیں لائے، جس کا جواب خود امام مسلم نے یہ دیا ہے کہ چونکہ اس حدیث پر اجماع نہیں ہوا اور میں باسناد متصل اس حدیث کو لاتا ہوں جس کی صحت پر ائمہ ومشائخ کا اجماع ہو۔ بقول مسلم:

"لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدِي صَحِيحٍ وَضَعْتُهُ هَا هُنَا إِنَّمَا وَضَعْتُ هَا هُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ." (88)

اس پر حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

"أَرَادَ - وَاللّٰهُ أَعْلَمُ - أَنَّهُ لَمْ يَضَعْ فِي كِتَابِهِ إِلَّا الْأَحَادِيثَ الَّتِي وَجَدَ عِنْدَهُ فِيهَا شَرَائِطَ الصَّحِيحِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهِ." (89)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والنشر - بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1418هـ/1997م، ج: 2، ص: 16

(87) البيهقي، كتاب القراءة خلف الإمام، ص: 131

(88) النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، ج: 4، ص: 123

(89) النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، ج: 4، ص: 123 صحيح مسلم، تحت الحديث: 404

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"حديث سليمان التيمي في الإنصات "إذا قرأ الإمام" خرجه مسلم في صحيحه، وقد أنكر هذه الزيادة غير واحد من الحفاظ، كما ذكرناه في موضعه من كتاب الصلاة." (90)

یعنی «إذا قرأ فأنصتوا» کا جملہ شاذ ہے کیونکہ اس زیادتی پر حفاظ ائمہ نے انکار کیا ہے۔ شرح نخبۃ الفکر کی تعریف کے مطابق محفوظ روایت راجح ہوتی ہے اور شاذ روایت مرجوح ہوتی ہے، (91) اس لیے «و إذا قرأ فأنصتوا» بوجہ شاذ ہونے کے قابلِ عمل نہیں۔

قتادہ مُدلِّس بھی ہے:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابراہیم بن جنید نے امام ابن معین سے کہا کہ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ قتادہ نے یہ حدیث سنان سے نہیں سنی، تو امام ابن معین نے فرمایا: «من يشك في هذا أن قتادة لم يسمع منه ولم يلقه» (92) اس میں کیا شک ہے؟ قتادہ نے سنان سے نہ ہی سنا ہے اور نہ ہی ملاقات کی ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"قال قاضي القضاة ابن الحجر الحافظ: وحكم من ثبت عنه التدليس إذا كان عدلا أن لا يقبل عنه إلا ما صرح فيه بالتحديث على الأصح." (93)

---

(90) ابن رجب، زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامي، البغدادي، ثم الدمشقي، الحنبلي (المتوفى: 795هـ)، شرح علل الترمذي، الناشر: مكتبة المنار - الزرقاء - الأردن، الطبعة: الأولى، 1407هـ - 1987م، ج: 2، ص: 790

(91) ابن حجر، نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر، ج: 1، ص: 71

(92) ابن حجر، تهذيب التهذيب، ج: 4، ص: 241، رقم الراوي: 422

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی کہ قاضی القضاۃ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ جس شخص کی تدلیس ثابت ہو، وہ اگرچہ عادل وثقہ ہی ہو، اس کی وہی روایت قابل قبول ہوگی جس میں اس کے سماع کی صراحت ہوگی۔ اگر تصریح سماع نہیں تو اس کی روایت صحیح نہ ہوگی۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "قَتَادَةَ عَلَى عُلُوِّ قَدْرِهِ يُدَلِّسُ، وَيَأْخُذُ عَنْ كُلِّ أَحَدٍ." (94)

یعنی قتادہ بڑے مرتبے پر ہونے کے باوجود تدلیس کرتے تھے اور وہ بھی ہر ایک سے تدلیس کرتے تھے۔

تو قتادہ کی وجہ سے یہ حدیث مدلّس ہوئی اور مرجوح ہوگی اور مرجوح حدیث ضعیف اور ناقابلِ قبول ہوتی ہے۔

علامہ خزرجی رحمۃ اللہ علیہ مسلم کی اس روایت کو معلول قرار دیتے ہیں۔ (95)

ابن حبان فرماتے ہیں: "وأحاديث قتادة عنه مُدَلَّسة" (96)

یعنی قتادہ کی سنان سے روایات تمام تر مدلّس ہیں۔

تو یہ روایت صحیح نہ ہوئی اور قابل قبول نہیں ہے۔

لہٰذا ان دونوں مذکورہ صورتوں میں «وإذا قرأ فأنصتوا» کی زیادتی ثابت نہ ہوئی تو اس پر عمل کیسے ہوگا؟

---

(93) إنهاء السكن، ص: 40

(94) المستدرك على الصحيحين للحاكم، تحت الحديث: 851

(95) الخزرجي، أحمد بن عبد الله بن أبي الخير بن عبد العليم الأنصاري الساعدي اليمني، صفي الدين (المتوفى: بعد 923هـ)، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية/دار البشائر - حلب / بيروت، الطبعة: الخامسة، 1416 هـ، ص: 156

(96) ابن حجر، تهذيب التهذيب، ج: 4، ص: 241، رقم الراوي: 422

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر واقعی اس پر عمل کرنا ہے تو پھر سورۃ فاتحہ کے ماسوا یعنی ماعدا الفاتحہ پر انصات کریں اور خاموش رہیں، مذکورہ بحث سے یہی اخذ ہو سکتا ہے۔

فاتحہ کی قراءت عیدین اور جمعۃ المبارک کے خطبات میں:

خطبات کے دوران استماع اور خاموشی اختیار کرنا احادیث کی روشنی میں کی گئی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "جزء القراءۃ" میں ذکر کرتے ہیں:

"عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: "كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا أَخَاهُ فِي حَاجَتِهِ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ [البقرة: 238] فَأَمَرَنَا بِالسُّكُوتِ."(97)

یعنی صحابہ نماز میں ایک دوسرے سے گفتگو کر لیا کرتے تھے، لیکن آیتِ مذکورہ کے نازل ہونے پر باہم گفتگو کرنے سے منع کر دیا گیا۔

تو یہاں عام بات چیت سے روکا گیا ہے، نماز میں فاتحہ پڑھنے سے نہیں روکا گیا۔

یہ مذکورہ بحث جو کی گئی ہے، وہ اس مذکورہ آیت کے تاریخی حوالہ سے تھی۔ اب شانِ نزول کے اعتبار سے بحث ہو گی۔

آیت مذکورہ بالا "شانِ نزول" کے اعتبار سے:

اس میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کے نزدیک خطباتِ جمعہ میں یعنی جب خطبہ جمعہ پڑھا جارہا ہو تو تم خاموش رہو اور سنو۔ تو اس صورت میں حنفی علماء کرام کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا معمول ہے؟ شرح وقایہ حنفی مسلک کی معتبر کتاب میں ہے: " إلا إذا قرأ قوله تعالی: ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ﴾ فيصلي سرا." (98)

اور اسی طرح کفایہ شرح ہدایہ میں ہے:

"فيصلي السامع في نفسه أي يصلي بلسانه خفيا."

یعنی جب خطیب آیت ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ﴾ پڑھے تو سامعین زبان سے آہستہ آواز میں درود پڑھیں۔

علامہ علاء الدین لکھتے ہیں:

"والصواب أنه يصلى على النبي ﷺ عند سماع اسمه في نفسه." (99)

یعنی آپ ﷺ کے اسم مبارک کے سماع پر دل میں درود پڑھے۔ اسی طرح سب سامعین پڑھ سکتے ہیں۔

اسی طرح فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وإذا سمع اسم النبي ﷺ في الخطبة يصلي السامع في نفسه." (100)

یعنی جب سامع خطیب کی زبان سے اسم نبی ﷺ سنے تو آہستہ سے درود پڑھے۔

---

(98) اللكنوي، الإمام محمد عبد الحي (ت1304هـ)، عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية، الناشر : مركز العلماء العالمي للدراسات وتقنية المعلومات، الطبعة : الأولى، ج: 2، ص: 309

(99) الحصكفي، محمد بن علي بن محمد الحصني المعروف بعلاء الدين الحنفي (المتوفى: 1088هـ)، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1423هـ 2002م، ص: 110

(100) النوازل، ص: 77

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح المبسوط میں ہے:

"والصحيح أنه يقوله في نفسه فذلك لا يشغله عن الاستماع." (101)

یعنی صحیح بات یہ ہے کہ دل میں آہستہ درود پڑھ لے کیونکہ اس طرح پڑھنے سے استماع سے مشغول نہیں ہوگا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قلت: إذا صلى في نفسه وأنصت وسكت يكون إيتاء بموجب الأمرين." (102)

یعنی جو شخص دل میں آہستہ درود پڑھتا ہے اور انصات اور سکوت کو بھی اختیار کرتا ہے تو اس طرح کرنے سے دو حکموں پر عمل ہوگیا۔(یعنی آیت ﴿فاستمعوا له وأنصتوا﴾ پر اور ﴿صلوا عليه﴾ پر)

فتح القدیر میں ہے:

"(عن أبي يوسف) يَنْبَغِي أَنْ يُصَلِّيَ فِي نَفْسِهِ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ مِمَّا لَا يَشْغَلُهُ عَنْ سِمَاعِ الْخُطْبَةِ فَكَانَ إحْرَازًا لِلْفَضِيلَتَيْنِ وَهُوَ الصَّوَابُ." (103)

---

(101) السرخسي، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة (المتوفى: 483هـ)، المبسوط، الناشر: دار المعرفة - بيروت، بدون طبعة، تاريخ النشر: 1414هـ - 1993م، ج: 2، ص: 28

(102) العيني، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين (المتوفى: 855هـ)، البناية شرح الهداية، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، 1420 هـ - 2000 م، ج: 2، ص: 323

(103) ابن الهمام، كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي (المتوفى: 861هـ)، فتح القدير، الناشر: دار الفكر، بدون طبعة وبدون تاريخ، ج: 2، ص: 69

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی خطبہ کے دوران آہستہ سے زبان پر درود پڑھ لے، اس سے خطبہ کا سماع بھی ہو جائے گا اور درود بھی پڑھا جائے گا۔ اس طرح دونوں فضیلتیں حاصل ہوں گی اور یہی بہتر ہے۔

الکفایہ میں ہے:"فيصلي في نفسه، أي: يصلي بلسانه خفياً"

"یعنی زبان سے آہستہ درود پڑھ لے۔"

احناف کے اس عمل سے ثابت ہوا کہ آہستہ پڑھ لینا ﴿فاستمعوا له وأنصتوا﴾ کے منافی نہیں۔ یعنی کانوں سے سنتا رہے اور زبان سے آہستہ پڑھ لے۔ اگر درود شریف پڑھ سکتا ہے تو مقتدی سورۃ فاتحہ بھی آہستہ پڑھ سکتا ہے، تو اس صورت میں اہل حدیث اور احناف متفق ہو گئے ہیں۔

علامہ عبد الحی لکھنوی حنفی "عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ" میں لکھتے ہیں:

"والحق أنه لا مانعَ من جوازِ كل ما منعوه حالة السكتات، إذا لم يخلّ بالاستماع." (104)

یعنی حق بات یہ ہے کہ امام کے سکتات میں مقتدی کا پڑھنا جائز ہے، منع نہیں ہے جبکہ اس سے استماع میں خلل نہیں پڑتا۔

سکتات کے معانی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ

"إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ؟ قَالَ: " أَقُولُ: اللهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي" (105)

---

(104) اللكنوي، عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية، ج: 2، ص: 308

(105) صحيح البخاري: 744- صحيح مسلم: 598

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان آپ خاموشی سے کیا پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا کہ میں مذکورہ دعاء پڑھتا ہوں۔

نیز سیدنا ابو ہریرہ سے ہی مروی ہے:

«يَسْكُتُ بَعْدَ الْقِرَاءَةِ هُنَيْهَةً، يَسْأَلُ اللهَ مِنْ فَضْلِهِ» (106)

یعنی رسول کریم ﷺ قراءت کے بعد تھوڑی دیر سکوت فرماتے جس میں اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگتے۔

اب دیکھیے یہاں آپ ﷺ کا سکوت کرنا بھی ہے اور «اللهم باعد بيني» کا پڑھنا بھی ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس سکوت کے دوران فضل بھی طلب کیا جا رہا ہے۔

اسی طرح بعض مقامات میں اسکات وانصات بمعنیٰ عدم جہر بھی ہوتا ہے یعنی بلند آواز سے نہ پڑھنا۔ مجمع البحار میں ہے:

"قرأ رسول الله ﷺ فيما أمر أي جهر وسكت فيما أمر أي أسر." (107)

یعنی رسول اکرم ﷺ نے وہاں جہراً پڑھا جہاں آپ ﷺ کو حکم دیا گیا اور سراً پڑھا جہاں آپ ﷺ کو سکوت کا حکم دیا گیا۔ یہاں علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے سکوت کے معنیٰ سراً یعنی آہستہ پڑھنے کے کیے ہیں۔

سنن ابن ماجہ میں بروایت ابو ہریرہ وجابر رضی اللہ عنہما مروی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جزء القراءۃ میں ہے:

«إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ يَتَجَوَّزُ فِيهِمَا» (108)

---

(106) المستدرك على الصحيحين للحاكم: 781

(107) مجمع البحار، ج: 2، ص: 125

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب امام خطبہ دے رہا ہو تو دورانِ خطبہ جو شخص مسجد میں آئے تو وہ دو رکعتیں خفیف سی پڑھ لے۔

یہاں حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ خطبہ کے وقت سنتیں پڑھ سکتا ہے جیسے دورانِ خطبہ درود شریف پڑھ سکتا ہے۔

یہاں تک آیت کے جملہ ﴿فاستمعوا له﴾ کی بحث مکمل ہوئی۔ اب ﴿فأنصتوا﴾ کے جملہ پر تبصرہ ہوگا۔

الانصات: انصات کو یہ لازم نہیں کہ زبان سے آہستہ بھی نہ پڑھیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ؟ قَالَ: " أَقُولُ: اللهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ." (109)

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ تکبیر اور قراءت کے درمیان سکوت / انصات کی حالت میں کیا پڑھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ دعاء پڑھتا ہوں: «اللهم باعد بيني وبين خطاياي ... الخ»

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دل میں آہستہ پڑھنا اسکات وانصات کے منافی نہیں ہے تو انصات واسکات کا معنیٰ ہوا: اونچا اونچا نہ پڑھو۔ لہٰذا مقتدی امام کی

(108) البخاري، القراءة خلف الإمام، ص: 42۔ سنن ابن ماجه: 1112

(109) صحيح البخاري: 744۔ صحيح مسلم: 598

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جہری نمازوں کے وقت قراءت کے دوران استماع وانصات پر یوں عمل کرے گا کہ جہراً نہ پڑھے، بلکہ سراً پڑھے اور کان سے سنتا رہے۔ جیسے خطبے کے دوران ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ﴾ پر یوں عمل کرتا ہے کہ دل میں درود شریف بھی آہستہ آہستہ پڑھتا ہے اور کان سے سنتا بھی ہے، جیسے احناف کا اسی طرح عمل ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

جیسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سوال کے جواب میں فرمایا: «اقرأ بها في نفسك ... الخ» یعنی قراءت کرنے والے امام کے پیچھے تم دل میں آہستہ آہستہ زبان سے پڑھ لیا کرو۔

مبحث نمبر 5: تخصیص عام

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"الْمُعْتَمَدُ أَنْ نَقُولَ: الْفُقَهَاءُ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ يَجُوزُ تَخْصِيصُ عُمُومِ الْقُرْآنِ/ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ فَهَبْ أَنَّ عُمُومَ قَوْلِهِ تَعَالَى: وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا يُوجِبُ سُكُوتَ الْمَأْمُومِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْإِمَامِ، إِلَّا أَنَّ قَوْلَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» وَقَوْلَهُ: «لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» أَخَصُّ مِنْ ذَلِكَ الْعُمُومِ، وَثَبَتَ أَنَّ تَخْصِيصَ عُمُومِ الْقُرْآنِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ لَازِمٌ فَوَجَبَ الْمَصِيرُ إِلَى تَخْصِيصِ عُمُومِ هَذِهِ الْآيَةِ بِهَذَا الْخَبَرِ، وَهَذَا السُّؤَالُ حَسَنٌ." (110)

---

(110) فخر الدين الرازي، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي (المتوفى: 606هـ)، مفاتيح الغيب = التفسير الكبير، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثالثة - 1420 هـ، ج: 15، ص: 440، تحت الآية: 204 من سورة الأعراف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی معتمد بات جس پر فقہاء کرام کا اجماع ہے، وہ یہ ہے کہ خبر واحد سے قرآن کے عموم کی تخصیص صحیح ہے۔ پس ﴿وإذا قرئ القرآن﴾ کی تخصیص حدیث: «لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب» سے ہوگی اور اس طرح کی تخصیص خبر واحد سے لازم ہے۔ لہٰذا آیت قرآنی کی تخصیص کے لیے خبر واحد کی طرف جانا واجب ہے اور یہ بہترین استدلال ہے۔

یعنی آیت میں عام قراءتِ قرآن سے منع ہے لیکن فاتحہ خلف الامام کا حدیث سے مختص و مستثنیٰ ہے تو فاتحہ پڑھ سکتے ہیں۔

حنفی علماء گرداب میں:

حنفی مذہب میں یہ بات مسلم ہے کہ ﴿فاقرؤوا ما تيسر من القرآن﴾ کی رو سے امام اور منفرد پر ان کی ہر رکعت میں قراءتِ قرآن فرض ہے کیونکہ ﴿وإذا قرء القرآن﴾ ان پر صادق نہیں آتی۔ یہ امام و منفرد آیت کے مخاطب نہیں ہیں۔ کیونکہ امام خود پڑھ رہا ہے اور منفرد اکیلا پڑھ رہا ہے۔ لیکن اپنے اس مسلم اصول سے خود حنفی علماء منحرف نظر آتے ہیں۔

حنفی مسلک کی معتبر کتاب شرح وقایہ میں ہے:

"ويقرأُ فيما بعد الأولين الفاتحةَ فقط، وهي أفضل، وإن سبَّح، أو سكت جاز." (111)

یعنی امام آخری دو رکعتوں میں محض فاتحہ پڑھ لے تو بہتر ہے (فرض نہیں) اور اگر صرف تسبیحات پڑھ لے یا خاموش ہی کھڑا رہے تو نماز تب بھی ہو جائے گی۔

اسی طرح ہدایہ شریف میں ہے:

---

(111) اللكنوي، عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية، ج: 2، ص: 291

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"ويقرأ في الركعتين الأخريين بفاتحة الكتاب وحدها ، .... وهذا بيان الأفضل." (112)

یعنی امام پچھلی دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتا ہے تو یہ افضل طریقہ ہے، کوئی فرض اور واجب نہیں ہے۔

دیکھ لیا آپ صاحبان نے حنفی مسلک کا اصل چہرہ کہ امام بھی نماز کی پچھلی دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھ لے تو بہتر ہے، ورنہ اگر خاموش ہی کھڑا رہے تو نماز ہو جائے گی۔ امام بھی قراءت سے فارغ ہو گیا۔ لیکن آپ کو حنفی علماء یہ کہتے آئے ہیں کہ مقتدی قراءت نہ کرے، اس کی قراءت کا امام ضامن ہے، جبکہ اب پتہ چلا کہ امام خود بھی نہ پڑھے۔

ع یک نشد، دو شد

ہاتھی کے دانت کھانے اور، دکھانے کے اور۔ شاباش! شاباش!

اہل حدیث کا موقف :

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ دوسری کوئی سورۃ ملا کر پڑھتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔(113)

یعنی پوری نماز میں فاتحہ ضرور پڑھتے تھے۔ یہی اہل حدیث کا موقف ہے اور اسی پر ان کا عمل ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل ہے اور قرآنی آیت: ﴿فاقرؤوا ما تيسر من القرآن﴾ کا بھی یہی حکم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سنت طریقہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین واحادیث کا یہی حکم ہے۔

---

(112) المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي، ج: 1، ص: 53

(113) صحيح البخاري: 776۔ صحيح مسلم: 451

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اب حنفی عوام کو سوچنا چاہیے کہ وہ کون سی نماز پڑھیں؟ محمدی نماز یا حنفی نماز؟

سورۃ فاتحہ وثناء اور حنفی مذہب:

پیچھے فاتحہ شریف کے احکام وفضائل آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب ثناء یعنی «سبحانك اللهم ... الخ» کا نماز میں پڑھنے کے بارے حنفی مسلک سنیے۔ فقہ حنفی کی معتبر کتاب منیۃ المصلی میں ہے:

"وإذا أدرك الإمام وهو يجهر ويستمع وينصت، وقال بعضهم: يأتي بالثناء عند سكتات الإمام كلمة كلمة، وعن الفقيه أبي جعفر: إذا أدرك الإمام في الفاتحة يثني بالاتفاق. ذكره في الخيرية." (114)

"جب پاوے امام کو دراں حالیکہ وہ اونچی قراءت پڑھتا ہے تو چپ رہے۔ اور کہا بعض نے کہ امام کے سکتات کے وقت ایک ایک کلمہ کرکے «سبحانك اللهم» پڑھ لے۔ اسی طرح کتاب "ذخیرہ" میں ہے۔ ابو جعفر فقیہ سے روایت ہے کہ جس وقت امام کو فاتحہ میں پالیوے تو بالاتفاق ثناء یعنی «سبحانك اللهم» پڑھ لے۔"

یعنی ثناء امام کے سکتات میں پڑھ سکتا ہے۔ مثلاً اگر مقتدی امام کو فاتحہ کی حالت میں پالے تو اس دوران بالاتفاق ثناء پڑھ سکتا ہے اور پڑھ لے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا موقف:

"وإن أدركه في السورة يثني عند أبي يوسف." (115)

یعنی مقتدی جب امام کو سورۃ پڑھنے کی حالت میں پالے تو ثناء پڑھ لے۔

(114) منية المصلي، ص: 86

(115) غنية المستملي، ص: 304

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا خوب! «سبحانك اللهم» پڑھ سکتا ہے اور الحمد شریف نہیں پڑھ سکتا!

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ المستملی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"هكذا إذا أمكنه الإتيان بالفاتحة مع مرعاة مقتضى الأمر، بل هي أولى وأهم من الثناء لقول الشافعية، والخروج من الخلاف حسن، فينبغي القول بجواز قراءتها في الجهرية إن وجد فرصة بين السكتات، وإلا فلا." (116)

یعنی مقتدی کے لیے استماع کے ساتھ ساتھ فاتحہ کا پڑھنا ثناء کی نسبت بہتر ہے اور اہم ہے کیونکہ شوافع کے نزدیک فاتحہ مقتدی پر فرض ہے تو اختلاف سے اجتناب بہتر ہے۔ تو مناسب یہی ہے کہ جہری قراءۃ کے سکتات میں اگر موقع پائے تو فاتحہ پڑھ لے، ورنہ نہ پڑھے۔

یہاں حنفی عالم نے قدرے انصاف سے کام لیا ہے کہ جو لوگ قراءۃ امام کی صورت میں ثناء پڑھنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور فاتحہ کو ترک کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

اس عالم نے یہ تو کہا ہے کہ ثناء پڑھنے کی بجائے سورۃ فاتحہ پڑھے۔ آگے فرماتے ہیں:

"فالحق أن القول بجواز قراءة المأموم في السرية لازم على من جوّز الإتيان بالثناء فيها، وكذا بجوازها في سكتات الجهرية على من جوّزه فيها، فافهم." (117)

---

(116) إعلاء السنن، ج: 4، ص: 93

(117) إعلاء السنن، ج: 4، ص: 94

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی سری نماز میں ثناء پڑھنے کے جواز کے جو لوگ قائل ہیں، ان پر لازم ہے کہ مقتدی کے لیے قراءتِ فاتحہ کے جواز کو تسلیم کریں۔ بلکہ جہری نمازوں کے سکتات میں بھی جائز ہے۔

یعنی ثناء کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں ہے، پھر بھی تم ثناء پڑھنے کا حکم لگا رہے ہو، فاتحہ کی فرضیت کے دلائل تو بکثرت ہیں، اسے مقتدی کیوں نہ پڑھے، وہ تو اسے بطریق اولیٰ پڑھے۔

مولانا عبدالحی حنفی لکھتے ہیں:

"فما بالهم تركوا هذا الخبر بالكلية ولم يجوزوا قراءة الفاتحة ولو في حال السكتة." (118)

"کیا حال ہے ان لوگوں کا جو فاتحہ کو کلی طور پر چھوڑ چکے ہیں، حالانکہ وہ امام کے سکتات میں تو پڑھ سکتے ہیں، یہ تو جائز ہے۔"

نیز ہدایہ کے متن میں ہے:

"ومن انتهى إلى الإمام في صلاة الفجر وهو لم يصل ركعتي الفجر إن خشي أن تفوته ركعة ويدرك الأخرى يصلي ركعتي الفجر عند باب المسجد ثم يدخل." (119)

یعنی ایک شخص مسجد میں آتا ہے اور اس نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھیں تو پہلی رکعت چھوڑ دے اور پیچھے کھڑے ہو کر سنتیں پڑھ لے، پھر دوسری رکعت میں مل جائے۔

بالآخر اس انتخابِ عمل پر امام بخاری تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(118) اللكنوي، عبد الحي (ت1304هـ)، إمام الكلام في القراءة خلف الإمام، الناشر: مركز العلماء العالمي للدراسات وتقنية المعلومات، ج: 6، ص: 17

(119) المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي، ج: 1، ص: 71

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"وَاحْتَجَّ بَعْضُ هٰؤُلَاءِ، فَقَالَ: لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ [الأعراف: 204] فَقِيلَ لَهُ: فَيُثْنِي عَلَى اللّٰهِ، وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ لَهُ: فَلِمَ جَعَلْتَ عَلَيْهِ الثَّنَاءَ وَالثَّنَاءُ عِنْدَكَ تَطَوُّعٌ تَتِمُّ الصَّلَاةُ بِغَيْرِهِ؟ وَالْقِرَاءَةُ فِي الْأَصْلِ وَاجِبَةٌ أَسْقَطْتَ الْوَاجِبَ بِحَالِ الْإِمَامِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَاسْتَمِعُوا﴾ [الأعراف: 204] وَأَمَرْتَهُ أَنْ لَا يَسْتَمِعَ عِنْدَ الثَّنَاءِ وَلَمْ تُسْقِطْ عَنْهُ الثَّنَاءَ وَجَعَلْتَ الْفَرِيضَةَ أَهْوَنَ حَالًا مِنَ التَّطَوُّعِ، وَزَعَمْتَ أَنَّهُ إِذَا جَاءَ وَالْإِمَامُ فِي الْفَجْرِ فَإِنَّهُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَا يَسْتَمِعُ وَلَا يُنْصِتُ لِقِرَاءَةِ الْإِمَامِ وَهٰذَا خِلَافُ مَا قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ»" (120)

یعنی حنفی علماء کہتے ہیں کہ امام کی اقتدا میں نہ پڑھو اور آیت: ﴿فاستمعوا له﴾ پیش کرتے ہیں، تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کیا جب امام قراءت جہری کر رہا ہو اور کوئی شخص آئے تو وہ ثناء پڑھ سکتا ہے؟ تو حنفی نے جواب دیا کہ ہاں، پڑھ سکتا ہے۔ تو اس حنفی عالم سے کہا جائے گا کہ ثناء تو نماز میں ایک نفلی چیز ہے۔ اس کے بغیر تو نماز ہو جاتی ہے۔ اس کو تو تم نے پڑھنے کی اجازت دے دی اور ضروری قرار دے دیا اور فاتحہ کے پڑھنے سے مقتدی کو منع کر دیا، حالانکہ وہ اصل میں واجب ہے۔ کیا تم واجب کو گرا نہیں رہے؟ آیت کا حوالہ دے کر اور ثناء کے پڑھنے کا اسے حکم دے رہے ہو اور یہ کہ وہ قراءت نہ سنے اور ثناء پڑھتا رہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے نزدیک فرض وواجب حقیر ہے اور نفل کا درجہ اعلیٰ ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ تم نے واجب کو گھٹایا اور نفل کو بلند مرتبہ دے دیا۔

(120) البخاري، القراءة خلف الإمام ...

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے امام بخاری کا حنفی عالم سے مکالمہ!

نیز تم کہتے ہو کہ جب امام فجر کی نماز پڑھا رہا ہو اور بعد میں آنے والا شخص پہلے دو سنتیں پڑھ لے اور امام کی قراءت نہ سنے، جبکہ حدیث میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جب فرض نماز قائم ہو جائے تو اس وقت دوسری کوئی نماز نہیں ہو سکتی۔

حنفی بھائیو! تم اس قدر آگے کیوں نکل گئے ہو؟ صحرا میں کشتیاں چلا رہے ہو! اور سمندر میں اونٹ اتار دیے ہیں! ذرا تقلید کی عینک اتار کر تو دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کی کس قدر خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

مبحث نمبر6: «من كان له إمام»

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا! آپ بالتفصیل پڑھ آئے ہیں کہ فاتحہ در نماز فرض ہے اور اس کا رکن ہے۔ اب اس کے مقابلہ میں ایک اور بہانہ ڈھونڈ لائے ہیں۔

ہدایہ میں ہے:

"ولنا قوله عليه الصلاة والسلام: "من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة"" (121)

یعنی ہم حنفیوں کی یہ دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا امام ہو تو امام کی قراءت مقتدی کی ہے۔

یہ روایت مرفوعاً ضعیف ہے۔ امام زیلعی حنفی رحمہ اللہ اس کی تخریج میں لکھتے ہیں: اس روایت کے جتنے طرق مرفوع ہیں، وہ سب ضعیف ہیں۔ (122)

یعنی اس کی سب سندیں ضعیف ہیں۔

(121) المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي، ج: 1، ص: 56

(122) الزيلعي، نصب الراية لأحاديث الهداية، ج: 2، ص: 7

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"قَالَ البيهقي: أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظ، قَالَ: سَمِعْت سَلَمَةَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْفَقِيهَ، يَقُولُ: سَأَلْت أَبَا مُوسَى الرَّازِيَّ الْحَافِظ عَنْ حَدِيث: "مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ" فَقَالَ: لَمْ يَصِحَّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْءٌ." (123)

یعنی امام ابو موسیٰ رازی سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلہ میں کوئی صحیح روایت ثابت نہیں ہے۔

دوسرے مقام پر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا الْقِصَّةُ الَّتِي فِيهَا «فَإِنَّ قِرَاءَتَهُ لَهُ قِرَاءَةٌ» فَإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ إِنَّمَا رَوَاهَا عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مَجْهُولٌ كَمَا قَالَ: الدَّارَقُطْنِيُّ رَحِمَهُ اللهُ وَلَا تَقُومُ بِهِ حُجَّةٌ." (124)

یعنی اس روایت کی سند میں ابو الولید راوی مجہول ہے جس کی وجہ سے یہ روایت صحت کو نہیں پہنچتی۔

اسی طرح علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں ان علتوں کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ (125)

نیز یہ حدیث مرسل بھی ہے، اور اس میں مجہول راوی بھی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی کتاب جزء القراءۃ میں لکھتے ہیں:

---

(123) أيضاً، ج: 2، ص: 9

(124) البيهقي، القراءة خلف الإمام، ص: 150

(125) العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج: 6، ص: 12

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"هَذَا خَبَرٌ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ وَغَيْرِهِمْ لِإِرْسَالِهِ وَانْقِطَاعِهِ رَوَاهُ ابْنُ شَدَّادٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مرسلا." (126)

یعنی مذکورہ حدیث منقطع بھی ہے، مرسل بھی ہے۔ اہل حجاز اور اہل عراق علماء کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ کا یہ قول نہیں۔ اس طرح کی کوئی مرفوع متصل حدیث نہیں ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عائشة عن عبد الله بن شداد ابن الْهَادِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يُسْنِدْهُ غَيْرُ أَبِي حنيفة وهو سيء الْحِفْظِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَقَدْ خَالَفَهُ الْحُفَّاظُ فِيهِ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَجَرِيرٌ فَرَوَوْهُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ مُرْسَلًا وَهُوَ الصَّحِيحُ فِيهِ الْإِرْسَالُ وَلَيْسَ مِمَّا يُحْتَجُّ بِهِ." (127)

یعنی یہ حدیث امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے مروی ہے اور امام صاحب محدثین کے نزدیک سیئ الحفظ ہیں (تو اس کی حدیث قابلِ حجت نہیں) نیز دوسرے حفاظ حدیث نے امام صاحب کی مخالفت کی ہے۔ موسیٰ بن ابی عائشہ عن عبد اللہ بن شداد کی سند سے یہ مرسلاً مروی ہے جبکہ مرسل روایت قابلِ حجت

---

(126) البخاري، القراءة خلف الإمام، ص: 8

(127) ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ)، التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، الناشر: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية - المغرب، عام النشر: 1387هـ ج: 11، ص: 48

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتی۔ اور اس حدیث کا مرسل (ہونا ہی) صحیح ہے۔ یعنی روایت مرسل ہے اور یہی صحیح ہے۔

حافظ ابن عدی فرماتے ہیں:

"وهذا (الحديث) زاد أبو حنيفة في إسناده جابر بن عبد الله ليحتج بهِ في إسقاط الحمد عن المأمونين وقد ذكرناه عن الأئمة عن موسى مرسلا ووافقه الحسن بن عمارة، وهو أضعف منه عن موسى موصولا." (128)

یعنی ابو حنیفہ نے اس سند میں جابر بن عبد اللہ کا اضافہ کر دیا ہے تاکہ مقتدی سے الحمد شریف ساقط کرنے کے لیے اپنے لیے حجت بنائے، حالانکہ ائمہ حدیث نے اس حدیث میں جابر بن عبد اللہ کا ذکر نہیں کیا اور اس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے۔ حسن بن عمارہ نے ابو حنیفہ کی موافقت کے لیے موسیٰ کے واسطہ سے اس روایت کو موصولاً روایت کیا ہے، لیکن حسن بن عمارہ ابو حنیفہ سے زیادہ ضعیف ہے تو حسن بن عمارہ کی تائید ایک اضعف کی تائید ضعیف کے لیے ہے، جو مفید نہیں۔ مثل مشہور ہے: "فر من المطر وقام تحت الميزاب." بارش سے بچنے کے لیے بھاگا اور پرنالہ کے نیچے کھڑا ہو گیا۔

امام خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

"روى هَذَا الحَدِيث أَبُو حنيفَة عَن مُوسَى بْن أَبِي عَائِشَة مُتَّصِلا مُسْندًا وَخَالفهُ شُعْبَة وزائدة وَشريك بْن عَبْد اللهِ وَأَبُو عوانة وَجَرِير بْن عبد الحميد وَأَبُو الْأَحْوَص سَلام بْن سليم وَأَبُو إِسْحَاق الْفَزارِيّ ووكيع فَرَوَوْه عامتهم عَن مُوسَى بْن أَبِي عَائِشَة عَن عَبْد اللهِ بْن شَدَّاد

128) ابن عدي، أبو أحمد بن عدي الجرجاني (المتوفى: 365هـ)، الكامل في ضعفاء الرجال، الناشر: الكتب العلمية - بيروت-لبنان، الطبعة: الأولى، 1418هـ1997م، ج: 8، ص: 243

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسلا لم يذكر أحد مِنْهم فِي إِسْنَاده جَابِرا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقول الْجَمَاعَة هُوَ الصَّوَاب." (129)

یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ سے متصل و مسند کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے لیکن دیگر ائمہ مذکورین نے امام ابو حنیفہ کے خلاف جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا اور اس روایت کو مرسل ذکر کیا، لہٰذا امام ابو حنیفہ کے مدمقابل ایک بڑی جماعت کا فیصلہ درست ہے اور یہی راجح ہے۔

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ ... إِمَّا مُرْسَلٌ؛ وَإِمَّا مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ الْكَذَّابِ، وَإِمَّا عَنْ مَجْهُولٍ." (130)

یعنی یہ روایت یا تو مرسل ہے یا اس میں جابر جعفی کذاب راوی ہے یا اس میں مجہول راوی ہے۔ تو تینوں صورتوں میں حدیث ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"والعلة الثانية أنه لا يصح رفعه وإنما المعروف وقفه." (131)

یعنی اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں، ثابت نہیں۔ البتہ اس کا موقوف ہونا معروف ہے۔

---

(129) الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي (المتوفى: 463هـ)، موضح أوهام الجمع والتفريق، الناشر: دار المعرفة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1407، ج: 2، ص: 462

(130) ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456هـ)، المحلى بالآثار، الناشر: دار الفكر - بيروت، بدون طبعة وبدون تاريخ، ج: 2، ص: 273

(131) محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751هـ)، تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته مع عون المعبود شرح سنن أبي داود، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الثانية، 1415هـ، ج: 3، ص: 37

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی یہ روایت رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں۔ بلکہ صحابی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ یہ موقوف روایت ہے اور پھر بھی ضعیف ہے۔

نیز حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی سند میں ابو زبیر محمد بن مسلم مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں۔(132)

اسی طرح علامہ قرشی حنفی لکھتے ہیں:

"قد قال الحفاظ: أبو الزبير محمد بن مسلم بن تدرس المكي يدلس في حديث جابر، فما كان بصيغة العنعنة لا يُقبل ذلك." (133)

یعنی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں راوی ابو زبیر مدلس ہے اور وہ عن سے روایت کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی یہ روایت مقبول نہیں ہو سکتی۔ یہ جملہ حفاظ ائمہ کا متفقہ فیصلہ ہے۔

محدثین وائمہ جرح وتعدیل کی اس سپریم کونسل نے اس حدیث اور اس کی سند پر فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ اس میں جملہ راویان یا مجہول ہیں یا کذاب ہیں یا سیئ الحفظ اور ضعیف ہیں یا اضعف تک ہیں اور مدلس ہیں۔ تو اس صورت میں یہ حدیث مذکور مردود کی قسم سے ہے تو اس طرح کی حدیث قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ کے مدمقابل پیش کرنا تقلیدِ شخصی کا ہی کرشمہ ہو سکتا ہے۔ تعصب کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

ایک لطیفہ لیکن قابلِ عبرت:

ایک مسافر امام کی اقتدا میں ایک حنفی مقیم نماز پڑھ رہا ہے۔ مسافر امام نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور جلدی سے ٹرین پر سوار ہو گیا اور چلتا بنا۔ اب

---

132) مسند أحمد: 14643- فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج: 1، ص: 442

133) كتاب الجامع، ج: 2، ص: 429

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقتدی کا امام ندارد، تاہم وہ بقیہ دو رکعتیں بغیر کچھ پڑھے، بیٹھکیں لگا کر سلام پھیر دے، نماز کامل ادا ہو گئی۔

یہ بات عجیب ہے کہ کہیں ان کا امام آخری دو رکعتوں میں خاموش رہ کر نماز پوری کرتا ہے اور کہیں ان کا مقتدی کچھ نہیں پڑھتا، جبکہ نہ امام موجود ہوتا ہے، نہ ہی کوئی قراءت سن رہا ہوتا ہے۔ یہ سب خود فریبی ہے۔ ان کو معلوم نہیں کہ آخر اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہے۔

؎ آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

یہ کھوٹا سودا حنفی مارکیٹ میں دستیاب ہوا ہے۔

؎ آں مقلد صد دلیل و صد بیان — بر زبان آرد ندارد ہیچ جان

کیا ظہر و عصر کی سری نمازوں میں اور اسی طرح جہری نمازوں کی آخری دو رکعتوں میں ﴿وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له﴾ کا کوئی تعلق ہے؟ یہاں مقتدی فاتحہ کیوں نہیں پڑھتا؟ جواب ندارد۔ چہ خوب!

آیئے سچا سودا خریدیں، بلکہ مفت میں حاصل کریں۔

فرمانِ الٰہی: ﴿فاقرؤوا ما تيسر من القرآن﴾ اور فرمانِ رسول ﷺ: «لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب» پر عمل کریں اور اپنے محبوب رسول ﷺ کی خوشخبری وصول کریں: «وَمَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الجَنَّةِ». (134)

؎ مصطفیٰ سے ہم کو ورثے میں ملی ہیں دو کتاب
ایک کلام اللہ، دوم آپ ﷺ کا فصلِ خطاب

(134) سنن الترمذي: 2678

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غلط فہمی کا ازالہ:

غلط فہمی:

کتاب القراءۃ للبیہقی میں ہے: ظہر و عصر کی نماز میں ایک شخص نے قراءت کی۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْإِمَامِ فَإِنَّ قِرَاءَتَهُ لَهُ قِرَاءَةٌ» (135)

ازالہ:

جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں مطلق قراءۃ کی نفی ہے کیونکہ دوسری حدیث میں اس کی تفصیل ہے:

"أَنَّ رَجُلًا قَرَأَ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِـ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى." (136)

یہاں جہری نماز ہے اور اس شخص نے ﴿سبح اسم ربك الأعلى﴾ پڑھی۔ فاتحہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وفي قصة بـ ﴿سبح اسم ربك الأعلى﴾ دليل أن الرجل قرأ خلف النبي صلى الله عليه وسلم بـ ﴿سبح اسم ربك الأعلى﴾ جهرا، لا خفيا، لأن في الخبر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ منكم بـ ﴿سبح اسم ربك الأعلى﴾، فإن كره قراءة الرجل خلفه، فإنما كره جهره بالقراءة."

یعنی اس قصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس نے یہ سورۃ جہراً پڑھی ہے؟ اس پر تبصرہ بھی فرمایا: «إن بعضكم خالجنيها» کہ میری قراءۃ میں مجھ سے وہ الجھ

(135) البیهقي، القراءة خلف الإمام، ص: 150

(136) أيضاً، ص: 149

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پڑا ہے۔ تو انصاف کی بات یہ ہے کہ ایک تو یہ جہری نماز تھی اور اس شخص نے سورۃ الاعلیٰ پڑھی اور وہ بھی جہراً پڑھی۔ اسی صورت کو آپ ﷺ نے ناپسند کیا اور واقعی یہ صورت آج بھی کوئی پسند نہیں کرتا۔ اس میں اختلاف بھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ صورت مازاد علی فاتحہ کی ہے اور یہ منع ہے۔ یعنی فاتحہ کے ماسوا نہیں پڑھنا۔ مسئلہ تو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ سراً پڑھنے کا ہے۔ اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس طرح کے مغالطے دینا اہل علم کے شایانِ شان نہیں ہے۔

مبحث نمبر 7: حدیث "مسيئ الصلاۃ"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ المَسْجِدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ، فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ السَّلاَمَ، فَقَالَ: «ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ» ثَلاَثًا، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، فَمَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي، قَالَ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ القُرْآنِ». (137)

یعنی جہاں سے قرآن آسان لگے، پڑھ لے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ یہاں فاتحہ کی تخصیص نہیں ہے۔ جہاں سے بھی پڑھ لو، فرض ادا ہو جائے گا۔

---

(137) صحيح البخاري: 793

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اصل حقیقت کیا ہے؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ «لا صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب» کے تحت نماز میں فاتحۃ الکتاب کی فرضیت ثابت کی۔ بعد ازیں حدیث مسیٔ الصلاۃ لائے۔ اس ترتیب پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص فاتحہ کو بخوبی نہیں پڑھ سکتا، تو پھر قرآن میں سے جہاں سے بھی آسان ہو، پڑھ سکتا ہے۔ لیکن جب بخوبی پڑھ سکتا ہے تو پھر فاتحہ کا پڑھنا ہی ضروری ہے۔(138)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''کتاب الام'' میں اسی کے پیشِ نظر باب قائم کیا ہے:''بَابُ مَنْ لَا یُحْسِنُ الْقِرَاءَۃَ وَأَقَلِّ فَرْضِ الصَّلَاۃِ''(139)

سیدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَإِنْ کَانَ مَعَکَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ بِہِ، وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰہَ وَکَبِّرْہُ وَھَلِّلْہُ».(140)

یعنی اگر فاتحہ یا قرآن میں سے تجھے آسانی سے پڑھنا نہیں آتا تو پھر صرف الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ ہی پڑھ سکتا ہے۔ کوئی ذکر اذکار کر لے۔ «الدین یسر» (141) کا یہی تو فائدہ ہے۔ جو آسان ہو، پڑھ سکتے ہو۔

---

(138) ابن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج: 2، ص: 243

(139) الشافعي، أبو عبد الله محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبي القرشي المكي (المتوفى: 204هـ)، الأم، الناشر: دار المعرفة - بيروت، سنة النشر: 1410هـ/1990م، ج: 1، ص: 123

(140) سنن أبي داود: 861۔ سنن الترمذي: 302

(141) صحيح البخاري: 39

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کی اہمیت پر لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أُمُّ الْقُرْآنِ عِوَضٌ مِنْ غَيْرِهَا وَلَيْسَ غَيْرُهَا مِنْهَا بِعِوَضٍ» (142)

یعنی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا باقی قرآنی حصوں کا عوض بن جاتا ہے لیکن قرآن کے باقی مقامات سے فاتحہ کا عوض نہیں ہو سکتا۔

یعنی نماز کی قبولیت کا نصاب صرف فاتحہ شریف ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فاتحہ کی فرضیت کے پیشِ نظر لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا حَدِيثُ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ فَمَحْمُولٌ عَلَى الْفَاتِحَةِ فَإِنَّهَا مُتَيَسِّرَةٌ أَوْ عَلَى مَا زَادَ عَلَى الْفَاتِحَةِ بَعْدَهَا أَوْ عَلَى مَنْ عَجَزَ عَنِ الْفَاتِحَةِ." (143)

یعنی ماتیسر سے مراد:

1. فاتحہ ہے کیونکہ یہ سورۃ بہت آسان ہے۔
2. یا سورۃ فاتحہ کے بعد مازاد کے طور پر پڑھ لے۔
3. یا اس شخص کے لیے جو فاتحہ پڑھنے سے عاجز ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الام میں لکھا ہے:

"بَابُ الْقِرَاءَةِ بَعْدَ التَّعَوُّذِ .... وَدَلَّ عَلَى أَنَّهَا فَرْضٌ عَلَى الْمُصَلِّي إِذَا كَانَ يُحْسِنُ يَقْرَؤُهَا." (144)

یعنی حدیثِ عبادہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ جب نمازی سورۃ فاتحہ بخوبی پڑھ سکتا ہے تو اس پر فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔

اور اگر فاتحہ نہیں پڑھ سکتا تو پھر جہاں سے آسان لگے، پڑھ لے۔

---

(142) سنن الدارقطني: 1228

(143) النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، ج: 4، ص: 103

(144) الشافعي، الأم، ج: 1، ص: 129

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعدیل ارکان :

حدیث "مسیئ الصلاۃ" کی اصل غرض یعنی ما سیق الکلام لأجلہ کیا ہے؟ وہ ہے تعدیل ارکان۔ صحیح البخاری میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ، فَصَلَّى، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَدَّ وَقَالَ: «ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، فَرَجَعَ يُصَلِّي كَمَا صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ» ثَلاثًا، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي، فَقَالَ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ القُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، وَافْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلاتِكَ كُلِّهَا»(145)

یعنی ایک صحابی نے آپ ﷺ کے سامنے تین بار نماز پڑھی۔ ہر مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی، دوبارہ پڑھ۔ بالآخر اس نے عرض کی کہ میں تو اسی طرح پڑھ سکتا ہوں۔ آپ ﷺ مجھے اس کی تعلیم دیں۔ تو آپ ﷺ نے اسے نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا ہے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہہ کر جو قرآن سے آسان ہو، وہ پڑھو، پھر رکوع میں جاؤ اور اطمینان اور اعتدال کے ساتھ رکوع کرو اور پھر سر اٹھاؤ تو قومہ اعتدال کے ساتھ کھڑے رہو۔ پھر سجدہ میں جاؤ تو اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو اور پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھو تو اطمینان کے ساتھ بیٹھے رہو۔ اسی طرح پوری نماز اطمینان سے ادا کرو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں ظاہری ارکان پر نظر رکھی گئی ہے اور ان ارکان کی ادائیگی میں جلد بازی کی جارہی تھی جس کی اصلاح کی گئی ہے۔ یہی اس کی غلطی تھی جس کی وجہ سے اس کی نماز نہیں ہورہی تھی۔ یہ ہے اصل مقصد۔ اس سے ثابت ہوا کہ تعدیل ارکان نماز کا اہم رکن ہے۔ اس کے چھوٹ جانے سے نماز قبول نہیں ہوتی۔ قراءت تو وہ دل میں کررہا تھا۔ اس کی اصلاح کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ محض ضمناً ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی ظاہری ارکان کی اصلاح مقصود تھی۔

اب حنفی علماء نے اس اصل مقصد سے آنکھیں بند کرکے لوگوں کو بھی اس اصل مقصد سے بھٹکا دیا ہے تاکہ وہ نماز جس طرح بھی پڑھ لیں، ہوجاتی ہے۔ خواہ جتنی جلدی میں پڑھیں۔ تعدیل ارکان حنفیوں کے نزدیک ضروری نہیں ہے۔ اپنے مسلک پر پردہ ڈالنے کے لیے بات کا رُخ دوسری طرف موڑ لیا کہ فاتحہ کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے۔ اور اسی پر سارا زور لگا دیا۔ لیکن یاد رکھیں کہ اس حدیث کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس میں نماز کے رکوع و سجود میں اطمینان کو نماز کا رکن قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

نماز میں صف بندی:

ویسے بھی احناف نماز کے معاملہ میں سنجیدہ نہیں ہیں۔ امام بخاری اپنی صحیح بخاری میں باب قائم کرتے ہیں: "بَابٌ: إِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ" اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ» (146) وفي رواية: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي» (147)

---

(146) صحيح البخاري: 723

(147) صحيح البخاري: 725

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی رسول اکرم ﷺ نے نمازیوں کو حکم دیا کہ اپنی صفیں برابر کرو، اور ایک دوسرے سے جکڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔

ان حدیثوں میں کتنا تاکیدی حکم ہے کہ اس طرح نماز میں کھڑے ہونا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔ لیکن مسئلہ اپنی حقیقت منوا لیتا ہے۔ کوئی اس پر عمل کرے یا نہ کرے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب بہشتی زیور میں لکھتے ہیں:

"امام کو چاہیے کہ صفیں سیدھی کرے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے۔ سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے۔ صف میں ایک کو دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہیے۔ درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہیے۔

"قال الشمسي: وينبغي أن يأمرهم بأن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا مناكبهم." (148)

یعنی علامہ شمسی فرماتے ہیں کہ امام کو لائق ہے کہ وہ مقتدیوں کو نماز کی صف بندی کے وقت تلقین کرے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ کر کھڑے ہوں۔ دوسرے ساتھی اور اس کے درمیان کوئی خالی جگہ / خلل نہ چھوڑیں اور کندھے سے کندھا برابر ملا کر رکھیں۔

مسئلہ تو واضح ہو چکا ہے اور اس پر عمل کرنے میں نماز کی اصلاح اور خوبصورتی ہے۔ اس پر عمل کرنے سے حنفیوں کو کیا چیز مانع ہے؟

باقی رہا سورۃ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا اور اس کی فرضیت تو دوسری احادیث مبارکہ سے واضح کر دیا گیا ہے جیسا کہ سابقاً اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ است

(148) الحصكفي، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، ص: 78

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بحث نمبر 8: مدرکِ رکوع کی رکعت

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ، فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ» (149)

یعنی ابو بکرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کی حالت میں تھے تو انہوں نے صف میں ملنے سے پہلے رکوع کر لیا اور اسی حالت میں رکوع میں جا ملے۔ نماز کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ واقعہ ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تیرا حرص زیادہ کرے، لیکن آئندہ ایسا نہیں کرنا۔“

اس واقعہ سے بعض لوگوں نے یہ اخذ کر لیا ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے۔ اب اصل حقیقت دیکھتے ہیں کہ کیا ہے!

آپ لوگ بالتفصیل پڑھ آئے ہیں کہ قیام نماز کا اہم رکن ہے اور اسی طرح فاتحہ کی قراءت کرنا بھی نماز کا اعلیٰ رکن ہے۔

صورتِ مذکورہ میں شخصِ مذکور کے دو اہم رکن چھوٹ گئے ہیں تو ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ اس شخص کی یہ رکعت نہیں ہوئی۔ اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا فرمایا ہے: «لا تعد»

ایسا آئندہ نہیں کرنا۔ یہ نماز کے آداب کے خلاف ہے۔ بلکہ نماز کی طرف پُر سکون آؤ۔ «فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا»

جس قدر مل جائے، وہ پڑھ لو۔ «وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا» (150)

اور جو فوت ہو جائے، اسے بعد میں مکمل کر لو۔

---

(149) صحيح البخاري: 783

(150) صحيح البخاري: 908

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ سب نمازیوں کے لیے عام حکم ہے۔ اس شخص سے جو نئی حرکت ہوئی، اس کی اصلاح فرما دی۔ دوبارہ ایسا نہیں کرنا۔ لیکن قیام اور قراءت تو نماز کے ارکان ہیں، وہ تو ہر نمازی جانتا ہے۔ اس کے مطابق ہی نماز پڑھتا ہے۔ اس کا دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

2- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا قَبْلَ أَنْ يُقِيمَ الْإِمَامُ صُلْبَهُ» (151)

اس روایت سے بھی وہی استدلال کیا جاتا ہے جو پہلی حدیث سے کیا گیا ہے۔ لیکن اس روایت میں «قَبْلَ أَنْ يُقِيمَ الْإِمَامُ صُلْبَهُ» کی زیادتی صحیح نہیں، ضعیف ہے۔ اس زیادتی کا راوی یحییٰ بن حمید ہے جو قرۃ بن عبد الرحمن سے روایت کرتا ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

«مَجْهُولٌ لَا يُعْتَمَدُ عَلَى حَدِيثِهِ» (152)

یعنی یحییٰ بن حمید ناقابل اعتماد شخص ہے۔ تفصیل جزء القراءۃ للبخاری وکتاب القراءۃ للبیہقی میں دیکھیں۔

اسی طرح امام دارقطنی اسے ضعیف کہتے ہیں۔ (153)

اور قرہ بن عبد الرحمن کو امام احمد نے منکر الحدیث جداً کہا ہے اور امام نسائی بھی اسے ضعیف کہتے ہیں۔ (154)

---

(151) صحيح ابن خزيمة: 1595

(152) البخاري، القراءة خلف الإمام، ص: 51

(153) الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز (المتوفى: 748هـ)، ميزان الاعتدال في نقد الرجال، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1382 هـ - 1963 م، ج: 4، ص: 370

(154) ابن حجر، تهذيب التهذيب، ج: 8، ص: 373

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لہذا یہ اضافی کلمات حدیث میں ثابت نہیں ہیں۔ اب اصل اور صحیح حصہ حدیث یہ رہا: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا»
یعنی جس نے ایک رکعت نماز کی پالی، اس نے پوری نماز کا ثواب پالیا۔
اس قدر حدیث پر امام بخاری فرماتے ہیں:

"وَهُوَ خَبَرٌ مُسْتَفِيضٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحِجَازِ، وَغَيْرِهَا." (155)

یہ الفاظ حدیث اہل علم کے نزدیک مشہور حدیث کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ حدیث اس قدر صحیح ہے، قابلِ عمل ہے۔

سیدنا ابو قتادہ، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَمَا أَدْرَكْتُمْ، فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا». (156)

اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اخذ کیا ہے: "فَمَنْ فَاتَهُ فَرْضُ الْقِرَاءَةِ وَالْقِيَامِ فَعَلَيْهِ إِتْمَامُهُ كَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ." (157)
یعنی جو رکوع میں ملتا ہے، اس کے دو فرض قیام اور قراءۃ چھوٹ گئے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے تحت رکعت نہ ہوئی۔ وہ بعد میں پڑھی جائے گی۔

مسبوق کی ترتیب:

فائدہ: اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوا کہ مسبوق اپنی ترتیب سے نماز کی نیت کر کے پڑھے گا۔ جو امام کے ساتھ مل گئی، وہ تو پڑھی گئی۔ وہ اس کی پہلی رکعتیں ہوں گی اور نماز کا جو حصہ فوت ہوا، مقتدی اپنی ترتیب کے مطابق اس کا

(155) البخاري، القراءة خلف الإمام، ص: 51
(156) البخاري، القراءة خلف الإمام، ص: 43
(157) البخاري، القراءة خلف الإمام. ص: 43

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اتمام کرے۔ کیونکہ اتمام و تکمیل بالترتیب چیز اور عمل پر صادق آتا ہے۔ بعض روایات میں «فاقضوا» (158) بھی آیا ہے، یعنی جو نماز رہ گئی ہے، اس کی قضا دے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات قضا بمعنیٰ ادا بھی آتا ہے جیسے: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ﴾ میں ہے یعنی جب نماز ادا کرلی جائے۔ لہذا «فاقضوا» بمعنیٰ «فأتموا» بمعنیٰ ادا ہے۔

اب اصل بحث کی طرف آیئے:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَلَا يَدْخُلُ عَلَى قَوْلِهِ: إِذَا أَدْرَكَ إِمَامَهُ رَاكِعًا فَإِنَّ عِنْدَهُ لَا يَصِيرُ بِإِدْرَاكِهِ مُدْرِكًا لِلرَّكْعَةِ حَتَّى يُدْرِكَ الْقِيَامَ وَيَأْتِي بِالْقِرَاءَةِ." (159)

یعنی امام کو رکوع کی حالت میں پالینے سے رکعت کو پالینے والا نہیں بنتا جب تک کہ قیام اور قراءت کو امام کے ساتھ نہ پالے۔

یہ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس فرمان سے مقصودِ اصلی۔

اس کی مزید وضاحت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حسبِ ذیل روایت سے آرہی ہے:

"لَا يُجْزِيهِ حَتَّى يُدْرِكَ الْإِمَامَ قَائِمًا." (160) وفي رواية أخرى من أبي هريرة رضي الله عنه : "إِذَا أَدْرَكْتَ الْقَوْمَ رُكُوعًا لَمْ تَعْتَدَّ بِتِلْكَ الرَّكْعَةِ." (161)

---

(158) سنن النسائي: 861

(159) البيهقي، القراءة خلف الإمام، ص: 220

(160) البخاري، القراءة خلف الإمام، ص: 7

(161) أيضاً، ص: 67

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی مسبوق کو نماز کفایت نہیں کرتی جب تک کہ امام کو حالتِ قیام میں نہ پائے۔ دوسری روایت کا یہ مطلب ہے کہ جب تم امام کو رکوع کی حالت میں پاؤ تو اس رکعت کو شمار نہ کرو۔

سیدنا ابو سعید اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”لَا يَرْكَعُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَقْرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ.“ (162)

یعنی مقتدی اس وقت تک رکوع نہ کرے جب تک کہ سورۃ فاتحہ کی قراءت نہ کر لے۔

لفظِ حدیث: «لَا تَعُدْ» یا «تُعِدْ» یا «لَا تَعُدَّ» میں سے صحیح کیا ہے؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

” قَوْلُهُ "لَا تَعُدْ" يُشْبِهُ قَوْلَهُ: "لَا تَأْتُوا لِلصَّلَاةِ تَسْعَوْنَ"“ (163)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول «لا تعد» آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مشابہ وہم معنٰی ہے: «لا تأتوا للصلاۃ تسعون» یعنی نماز میں دوڑ کر مت شامل ہوں۔ کیونکہ وہ شخص نماز میں دوڑ کر شامل ہو گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس حرکت کو دوبارہ کرنے سے منع کیا ہے۔

اسی طرح علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”فِي جَمِيعِ الرِّوَايَاتِ، بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْعَينِ: من الْعَوْد.“ (164)

یعنی «لا تعد» تاء کے فتحہ اور عین کے ضمہ کے ساتھ ہے۔ اور عَوْد اس کا مادہ ہے یعنی دوبارہ ایسا کام نہ کرنا۔

---

(162) أيضاً، ص: 7

(163) السنن الكبرى للبيهقي، تحت الحديث: 2584

(164) العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج: 6، ص: 55

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی «لا تعذ» کو مشہور روایت قرار دیا ہے۔(165)

لہٰذا «لا تُعِذ» اور «لا تَعُدَّ» صحیح نہیں ہے۔ ان سے استدلال بھی درست نہ ہو گا۔

آمدم بر سر مطلب:

آیت: ﴿فاقرؤوا ما تیسر من القرآن﴾ سے قراءتِ قرآن ہر نمازی پر فرض ہے اور ﴿وقوموا للہ قانتین﴾ سے قیام فرض ہے، تو جب مسبوق شخص امام کو رکوع کی حالت میں پائے گا تو اس سے قیام کا فرض اور قراءتِ قرآن کا فرض دونوں متروک ہو جاتے ہیں تو جس نماز میں دو فرض چھوٹ گئے ہوں، تو اس کی یہ رکعت کیسے شمار ہو گی؟

مت دیکھ کسی کا قول و کردار　　ہوتے ہوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتار

مبحث نمبر 9: حدیث «فصاعداً»

حدیث بحیثیت سند:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تلخیص میں فرماتے ہیں:

"حَدِيثُ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَأَبِي دَاوُد وَابْنِ حِبَّانَ بِزِيَادَةِ: "فَصَاعِدًا" قَالَ ابْنُ حِبَّانَ: تَفَرَّدَ بِهَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ وَأَعَلَّهَا الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ." (166)

---

(165) ابن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج: 2، ص: 269

(166) ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ). التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث میں «فصاعدا» کا لفظ نہیں ہے۔ البتہ مسلم وغیرہ کتب میں «فصاعدا» کا اضافہ آیا ہے، لیکن ابن حبان نے کہا کہ زیادتی کے لفظ میں معمر متفرد ہے۔ امام زہری سے روایت کرتے ہیں۔ اور پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جزء القراءۃ میں اس زیادتی والے حصہ حدیث کو معلول کہا ہے۔ وعامة الثقاة لم يتابع معمرا في قوله: فصاعدا، مع أنه قد أثبت فاتحة الكتاب. یعنی عام ثقہ راویوں نے معمر سے اس کے قول «فصاعدا» میں متابعت نہیں کی، باوجود یہ کہ سب نے بالاتفاق فاتحہ کو ثابت کیا ہے۔ اس میں معمر بھی شریک ہے اور «فصاعدا» ذکر کرنے میں صرف معمر اکیلا ہے۔

نیز امام بیہقی نے کتاب القراءۃ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مختلف الفظ «فما زاد»، «ولو بفاتحة الكتاب»، «وإلا بفاتحة» ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"أَجْمَعَ سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّوْرِيُّ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَهُمَا إِمَامَانِ حَافِظَانِ عَلَى رِوَايَتِهِ بِاللَّفْظِ الَّذِي هُوَ مَذْكُورٌ فِي خَبَرِهِمَا, فَالْحُكْمُ لِرِوَايَتِهِمَا." (167)

یعنی سفیان ثوری اور یحییٰ بن سعید القطان نے اس روایت کے الفاظ پر اتفاق کیا ہے جو بغیر لفظ «فصاعدا» کے ہے۔ چونکہ یہ دونوں حافظ ہیں اور امام ہیں حدیث میں، لہٰذا فیصلہ ان دونوں کی روایت پر ہوگا۔

یہاں تک تو «فصاعدا» کی حدیث کی سند پر بحث ہوئی ہے کہ معمر کی روایت معلول ہے اور ثقہ راویوں کی روایت کے مخالف ہے تو اس صورت میں معمر

الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى 1419هـ. 1989م؛ ج: 1، ص: 564، رقم الحديث: 342

167) البيهقي، القراءة خلف الإمام، ص: 28

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی روایت مرجوح اور ضعیف ہے اور حفاظ ثقہ راویوں کی روایت راجح اور صحیح ہے تو «فصاعدا» کی قراءت ثابت نہ ہوئی۔ صرف فاتحہ کی قراءت ہی کافی ہے۔

حدیثِ «فصاعدا» کا حکم:

صورتِ دوم:

اب بحث ہو گی «فصاعدا» کے معنیٰ و حکم کے لحاظ سے۔

فائدہ: اس سے پہلے ہم ایک قاعدہ واصول سامنے رکھتے ہیں۔ حدیث میں ہے:

«لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا» (168)

یعنی چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر اس قدر چوری کرنے پر کہ وہ ربع دینار، پس اس زیادہ پر بھی۔

اس میں یہ قاعدہ بتایا گیا ہے کہ چوری کا نصاب ربع دینار ہے (یعنی چوتھائی دینار) یہ تو ہے چوری کے ہاتھ کاٹنے کا نصاب جس پر حد جاری ہو جائے گی، اس سے کم چوری پر حد نہیں لگے گی۔ «فصاعدا» کا یہاں یہ مطلب ہے کہ اگر چوری کے نصاب سے زیادہ چوری ہو گی تو تب بطریقِ اولیٰ حد لگے گی۔ لیکن «فصاعدا» نصاب میں نہ شرط ہے، نہ اس کا کوئی حصہ ہے۔

اسی طرح نماز کی فرضیت میں فاتحہ شریف نصاب ہے۔ یہ پڑھیں گے تو نماز ہو گی۔ اور اگر فاتحہ نہ پڑھیں گے تو نماز نہ ہو گی۔ اور اگر فاتحہ سے کوئی اضافی قراءت کریں گے تو یہ ایک اضافی چیز ہو گی۔ نماز کا یہ نہ رکن ہو گی، نہ ہی اس کے لیے شرط ہو گی۔ «فصاعدا» ایک اضافی چیز ہے، رکن نہیں ہے۔

اس کی تائید میں صحیح بخاری، باب القراءة في الفجر سے حدیث پیش کی جاسکتی ہے اور یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے:

---

(168) صحیح مسلم: 1684

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

«وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلَى أُمِّ الْقُرْآنِ أَجْزَأَتْ وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ». (169)

اسی طرح صحیح مسلم میں ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا:

«إِنْ لَمْ أَزِدْ عَلَى أُمِّ الْقُرْآنِ؟ فَقَالَ: «إِنْ زِدْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنِ انْتَهَيْتَ إِلَيْهَا أَجْزَأَتْ عَنْكَ» (170)

"اگر میں فاتحہ سے زائد کچھ نہ پڑھوں تو؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا کہ اگر فاتحہ کے علاوہ بھی کچھ اضافی قراءت کرلیں تو اچھا ہے، اور اگر فاتحہ پر ہی اپنی قراءت ختم کر دیں تو تجھے کافی ہے۔"

بیہقی میں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

«لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقُرْآنٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ» (171)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حنفی اصول ہے کہ جب راوی حدیث کا فتویٰ، اس حدیث کے خلاف ہو تو وہ حدیث یا تو منسوخ ہوگی یا غیر معمول بہا۔ لہٰذا یہاں «فما زاد» والی حدیث منسوخ ہوگی یا غیر معمول بہ ہوگی یا «ما زاد» کی قراءت نماز میں فرض یا اس کا رکن نہ ہوگی۔ اس مفہوم کی تائید حسبِ ذیل ایک مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"أَنَّ رَسُولَ اللهِ جَاءَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يَقْرَأْ فِيهِمَا إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ." (172)

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی، جس میں صرف فاتحہ پڑھی اور کچھ نہ پڑھا۔

---

(169) صحيح البخاري: 772

(170) صحيح مسلم: 396

(171) السنن الكبرى للبيهقي: 2361

(172) صحيح ابن خزيمة: 513

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز کا رکن صرف فاتحہ شریف ہے۔ مزید پڑھنا بہتر ہے، درجہ وجوب میں نہیں ہے۔

تائید در تائید:

امام نووی رحمہ اللہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سابقہ قول: «من قرأ بأم القرآن فقد أجزأت عنه، ومن زاد فهو أفضل» پر لکھتے ہیں:

"فِيهِ دَلِيلٌ لِوُجُوبِ الْفَاتِحَةِ وَأَنَّهُ لَا يُجْزِي غَيْرُهَا وَفِيهِ اسْتِحْبَابُ السُّورَةِ بَعْدَهَا وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ فِي الصبح والجمعة والأولين مِنْ كُلِّ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ سُنَّةٌ عِنْدَ جَمِيعِ الْعُلَمَاءِ." (173)

یعنی اس میں فاتحہ کے پڑھنے کی فرضیت کی دلیل ہے اور اس پر بھی دلیل ہے کہ فاتحہ کفایت کرتی ہے ہر سورت کی، لیکن اس کی جگہ اور کوئی سورت کفایت نہیں کرتی۔ ہاں دوسری کوئی سورت پڑھنے کے مستحب ہونے پر دلیل ہے اور اس پر علماء کرام کا اجماع ہے کہ صبح کی نمازوں میں اور جمعۃ المبارک کی نماز میں اور دیگر نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور یہ تمام علماءِ سنت کے ہاں مسنون طریقہ ہے۔

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول و عمل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ فاتحہ نماز میں فرض ہے اور فاتحہ کے ماسوا اضافی عمل ہے، فرض وواجب نہیں ہے۔

علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفيه أيضا ولا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب وغيرها وغيرها فريضة وهو متروك أيضا." (174)

(173) النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، ج: 4، ص: 105

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی فرض نماز ہو یا نفلی، اس میں فاتحہ وغیرہ کا پڑھنا ضروری ہونا مشہور ہے، لیکن دراصل ماسوا فاتحہ کسی دوسری سورۃ کا پڑھنا متروک ہو چکا ہے۔

قال أبو بكر الرازي: "لا خلاف بين العلماء في جواز الصلاة مع الفاتحة وحدها." (175)

یعنی علماء کا اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ نماز صرف فاتحہ کے پڑھنے سے ہو جاتی ہے کیونکہ یہی نماز کا رکن ہے۔

محلّٰی شرح مؤطا بحوالہ تحقیق الکلام میں ہے:

"قال الجمهور: إن ضم السورة بعد الفاتحة سنة، وبه قال الشافعي ومالك وأحمد."

یعنی جمہور علماء کے نزدیک یہ بات طے ہو چکی ہے کہ فاتحہ پڑھنے کے بعد کسی سورۃ کا ملانا فرض وواجب نہیں، محض سنت کی حیثیت ہے۔

لہٰذا «فصاعدا» و «ما زاد» کی روایات سنداً کمزور ہیں اور متروک العمل ہیں۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اپنی کتاب العرف الشذی میں لکھتے ہیں اور اسی طرح فیض الباری میں ہے:

"ثم زعم الأحناف مراد الحديث وجوب الفاتحة، ووجوب ضم السورة ولكنه يخالف اللغة، فإن أرباب اللغة متفقون على أن ما بعد

(174) ابن التركاني، علاء الدين علي بن عثمان بن إبراهيم بن مصطفى المارديني، أبو الحسن، (المتوفى: 750هـ)، الجوهر النقي على سنن البيهقي، الناشر: دار الفكر، بدون طبعة وبدون تاريخ، ج: 2، ص: 85

(175) نفس المصدر ورقم المجلد ورقم الصفحة

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الفاء يكون غير ضروري، وصرح به سيبويه في «الكتاب» في باب الإضافة." (176)

یعنی احناف کا یہ گمان کہ اس حدیث سے فاتحہ کا وجوب اور کسی دوسری سورۃ کا ملا کر پڑھنا بھی واجب ہے، یہ لغت کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اہل لغت اس پر متفق ہیں کہ کلام میں فاء کے بعد جو حصہ ہوگا، وہ غیر ضروری ہوتا ہے۔ سیبویہ نے یہی تصریح کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مَنْ لَمْ يَقْرَأِ الْفَاتِحَةَ لَمْ تَصِحَّ صَلَاتُهُ وَهُوَ شَاهِدٌ لِحَدِيثِ عُبَادَةَ الْمُتَقَدِّمِ وَفِيهِ اسْتِحْبَابُ السُّورَةِ أَوِ الْآيَاتِ مَعَ الْفَاتِحَةِ." (177)

یعنی جو شخص فاتحہ نہیں پڑھتا، اس کی نماز صحیح نہیں ہے اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی سابق حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا تھا، تو یہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شاہد ہو گئی۔ اور «فصاعدا» کے جملہ سے فاتحہ کے ماسوا کسی سورۃ وغیرہ کا پڑھنا مستحب ثابت ہوتا ہے۔

جامع ترمذی کی حدیث سے استدلال کا جواب:

جامع الترمذي، بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الصَّلَاةِ وَتَحْلِيلِهَا.

---

(176) الكشميري، محمد أنور شاه بن معظم شاه الهندي (المتوفى: 1353هـ)، العرف الشذي شرح سنن الترمذي، الناشر: دار التراث العربي - بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، 1425 هـ - 2004 م، ج: 1، ص: 306

(177) ابن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج: 2، ص: 252

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ، وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِالحَمْدُ، وَسُورَةٍ فِي فَرِيضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا» (178)

اس حدیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اس میں الحمد شریف کے ساتھ دوسری سورۃ کا ذکر ہے، یعنی دونوں کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

الجواب:

اس حدیث کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ: «وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ» تک ہے اور دوسرا حصہ آخری حصہ ہے۔ اس دوسرے حصے کو امام ترمذی نے ضعیف کہا ہے اور اس ضعیف حصہ کا کوئی شاہد اور متابع بھی نہیں ہے۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے، وہ صرف التسلیم تک کا پہلا حصہ ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت پر فرماتے ہیں:

"وَحَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ." (179)

کیونکہ ابو سعید کی روایت کی سند میں ابو سفیان طریف السعدی کے متعلق ہے: "وهو ضعيف عند الجميع"

وہ تمام کے نزدیک ضعیف راوی ہے، لہٰذا یہ آخری حصہ ضعیف ہے۔

اب ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت کے پہلے حصہ کی تائید علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کرتی ہے تو یہ حصہ محفوظ و صحیح ہوا۔ اب اس حدیث سے استدلال صحیح نہ ہوگا، یعنی فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ کا ملانا ضروری نہ ہوا، کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

---

(178) سنن الترمذي: 238

(179) سنن الترمذي، تحت الحديث: 238

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقریباً حنفی مقلدین کے اکثر و بیشتر استدلال قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور براہین قطعیہ کے ذریعہ مردود ہو چکے ہیں۔ اب تقلیدی فرقہ کے پاس محض معلول وضعیف روایات کا سہارا لینا رہ گیا ہے، تو ان کے یہ سہارے "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے مترادف ہیں۔ یہ کوئی عقل مندی نہیں۔ روشن دلائل و براہین قبول کریں، تقلید پر اصرار نہ کریں۔

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پند و نصائح:

"فَإِن بلغه حَدِيث واستقين بِصِحَّتِهِ لم يقبله لكَون ذمَّته مَشْغُولَة بالتقليد فَهَذَا اعْتِقَاد فَاسد وَقَول كاسد لَيْسَ لَهُ شَاهد من النَّقْل وَالْعقل وَمَا كَانَ أحد من الْقُرُون السَّابِقَة يفعل ذَلِك." (180)

یعنی جب اس قسم کے مقلد کو حدیثِ رسول ﷺ مل جائے اور اسے حدیثِ رسول ﷺ کی صحت کا یقین بھی ہو جائے اور وہ اس حدیث کو قبول نہ کرے، اس لیے کہ وہ تقلید کی پابندی میں جکڑ چکا ہے تو اس کا یہ اعتقاد فاسد ہے اور کھوٹا سکہ ہے۔ نقل یعنی قرآن و حدیث اور اجماع میں سے کوئی دلیل بھی اس کی شاہد نہیں ہے۔ اور قرونِ اولیٰ مشہود بالخیر میں سے کوئی بھی اس طرح کا عمل نہیں رکھتا۔

کیا خوب کہا ہے کہنے والے نے:

؎ فاهرب عن التقليد فهو ضلالة
فإن المقلد في سبيل الهالك

---

(180) الدهلوي، أحمد بن عبد الرحيم بن الشهيد وجيه الدين بن معظم بن منصور المعروف بـ «الشاه ولي الله الدهلوي» (المتوفى: 1176هـ)، عقد الجيد في أحكام الاجتهاد والتقليد، الناشر: المطبعة السلفية - القاهرة، بدون طبعة وبدون تاريخ. ص: 28

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ائمہ کا رجوع:

ایسے موقع پر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نصیحت کر دی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا آخری فیصلہ:

علامہ شامی شرح در مختار میں لکھتے ہیں:

"صَحَّ عَنِ الْإِمَامِ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي." (181)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب صحیح حدیث مل جائے تو میرا مذہب وہی ہو گا۔

بطورِ مثال: ان کا آخری قول فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا ہے۔

مولانا عبد الحی حنفی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ امام الکلام کے حاشیہ پر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

"لأبي حنيفة ومحمد قولان، أحدها: عدم وجوبها على المأموم، بل لا تسن، وهذا قولهما القديم، وانتشرت النسخ إلى الأطراف، وثانيها: استحسانها على سبيل الاحتياط وعدم كراهتها عند المخافة للحديث المرفوع: لا تفعلوا إلا بأم القرآن، وفي رواية: لا تقرؤوا بشيء إذا جهرت إلا بأم القرآن، وقال عطاء: كانوا يرون على المأموم القراءة فيما يجهر فيه الإمام وفيما يسر، فرجعا من قولهما الأول إلى الثاني احتياطا." (182)

یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ کہ مقتدی پر فاتحہ واجب نہیں اور یہ ان کا قدیم قول ہے۔ جیسے امام محمد نے اپنی قدیم

---

(181) ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ)، رد المحتار على الدر المختار، الناشر: دار الفكر- بيروت، الطبعة: الثانية، 1412هـ - 1992م، ج: 1، ص: 67

(182) غيث الغمام، ص: 156

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تصانیف میں لکھ دیا تھا اور وہ اطرافِ عالم میں پھیل گئیں اور لوگوں میں مشہور بھی ہو گئیں۔ دوسرا قول امام ابو حنیفہ وامام محمد رحمۃ اللہ علیہما کا یہ ہے کہ قراءتِ فاتحہ خلف الامام مقتدی پر امر مستحسن ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے اور یہ مکروہ نہیں ہے اور یہ جہری وسری دونوں قسم کی نمازوں میں ہے، جس کی دلیل فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ "جب امام جہری نماز میں قراءت کر رہا ہو تو تم نہ پڑھو مگر فاتحۃ الکتاب پڑھو کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔" امام عطاء نے اس پر یہ روشنی ڈالی ہے کہ اسی وجہ سے توامتِ مسلمہ کے سلف صالحین مقتدی پر فاتحہ کا پڑھنا جائز مانتے ہیں۔ امام جہری قراءت کرتا ہو یا سری۔ بالآخر امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما نے اپنے قدیم قول سے رجوع کر لیا اور قولِ جدید کے مطابق مقتدی پر احتیاطاً فاتحہ شریف کے پڑھنے کا فیصلہ جاری کر دیا۔

مزید اس کی تائید کرتے ہوئے مولانا عبدالحی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وروي عن محمد أنه استحسنَ قراءة الفاتحةِ للمؤتم في السريّة، وروى مثله عن أبي حنيفةَ، صرّح به في ((الهداية)) و((المجتبى شرح مختصر القدوري)) وغيرهما، وهذا هو مختار كثير من مشايخنا، وعلى هذا فلا يستنكرُ استحسانها في الجهريّة أيضاً أثناء سكتات الإمام، بشرط أنْ لا يخلّ بالاستماع." (183)

یعنی امام محمد اور اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما سے روایت ہے کہ سری نمازوں میں مقتدی پر فاتحہ کا پڑھنا مستحسن ہے اور بہت سارے ہمارے حنفی مشائخ کرام اسے مختار سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ جہری قراءت والی نمازوں میں امام کے سکتات میں فاتحہ کا پڑھنا جائز ہے اور قراءت بھی سنتا رہے تا کہ سماع میں خلل نہ آئے۔

(183) اللكنوي، عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية، ج: 2، ص: 303

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ ہیں طرفین کے فیصلے اور مشائخ حنفیہ کے اقوال! موجودہ حنفی دوست بھی اپنا جمود توڑیں۔ وہ بھی اپنے ائمہ کے جدید فرمان و عمل کے تابع عمل کریں۔

لیکن یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔

آیئے! ذرا آگے چلتے ہیں۔

ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر احمدی میں لکھتے ہیں:

"فإن رأيت الطائفة الصوفية والمشايخيين الحنفية، تراهم يستحسنون قراءة الفاتحة للمؤتم، كما استحسنه محمد احتياطا فيما روي عنه." (184)

یعنی ہمارے طائفہ صوفیہ حنفیہ و حنفی مشائخ فاتحہ کا امام کے پیچھے مقتدی پر پڑھنا جائز کہتے ہیں، اور وہ اس کو مستحسن سمجھتے تھے اور اس کے قائل بھی تھے جس طرح کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مقتدی پر فاتحہ کا پڑھنا مستحسن ہے اور اسی میں احتیاط ہے۔

جس طرح امام محمد اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ علیہما نے فاتحہ کے پڑھنے کی طرف رجوع کیا ہے، اسی طرح

مسح علی الجوربین

میں بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع ثابت ہے۔ ہدایہ میں ہے:

"وقالا يجوز إذا كانا ثخينين."

یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ علیہما کہتے ہیں کہ جب جرابیں موٹی ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ "وعنه أنه رجع إلى قولهما وعليه الفتوى." (185)

---

(184) تفسير أحمدي

(185) المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي، ج: 1، ص: 32

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرتے ہوئے جرابوں پر مسح کو جائز قرار دے دیا اور اب اسی پر احناف کا فتویٰ ہے۔

یہ ہے امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کا فتویٰ جو ذکر ہوا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان ائمہ ثلاثہ نے جرابوں پر مسح کیوں جائز کہا ہے؟ انہوں نے حدیثِ نبوی کی پیروی میں یہ فتویٰ دیا ہے کیونکہ حدیث میں ہے:

«تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ». (186)

یعنی جب رسول اللہ ﷺ نے وضوء کیا تو جرابوں پر مسح کیا اور ہوائی چپل پر بھی۔

بہرحال ہدایہ کالقرآن میں ائمہ ثلاثہ کا فتویٰ مسح علی الجوربین بالاتفاق صادر ہو چکا ہے اور یہی مُفتیٰ بہ ہے۔ حنفی علماء اس سے فرار اختیار نہیں کر سکتے اور جامع ترمذی کی حدیث میں بھی مسح علی الجوربین واضح طور پر ثابت ہو چکا ہے۔

ائمہ دین خصوصاً امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم نے اپنے اکثر مسائل سے رجوع کیا ہے جبکہ ان کے سامنے کوئی صحیح حدیث آگئی۔ جیسے

اوقاتِ صلوات، خصوصاً وقتِ ظہر اور وقتِ عصر:

مسند احمد، سنن نسائی اور جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:

«فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهْ، فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ جَاءَهُ العَصْرَ، فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهْ، فَصَلَّى العَصْرَ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ» (187)

وقَالَ مُحَمَّدٌ (البخاري): أَصَحُّ شَيْءٍ فِي المَوَاقِيتِ حديثُ جابرٍ.(188)

---

(186) سنن الترمذي: 99

(187) مسند أحمد: 14538

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی جبرائیل امین علیہ السلام نے ایک موقع پر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری دی اور فرمایا کہ ظہر کی نماز پڑھیں، تو آپ ﷺ نے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج ڈھل چکا تھا۔ پھر دوبارہ آئے اور فرمایا کہ عصر کی نماز پڑھیں تو آپ ﷺ نے عصر کی نماز اس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا ہوا تھا۔

اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ تبصرہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث نمازوں کے اوقات بیان کرنے میں صحیح ترین حدیث ہے۔

حدیثِ امامت جبرائیل علیہ السلام:

عن ابنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَمَّنِي جِبْرِيلُ عِنْدَ البَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الأُولَى مِنْهُمَا حِينَ كَانَ الفَيْءُ مِثْلَ الشِّرَاكِ، ثُمَّ صَلَّى العَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ، .... وَصَلَّى المَرَّةَ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ لِوَقْتِ العَصْرِ بِالأَمْسِ، ثُمَّ صَلَّى العَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ» (189)

پہلے دن عصر کی نماز اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل تھا اور دوسرے دن عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا تھا۔

ان دونوں حدیثوں میں وضاحت آگئی ہے کہ عصر کا اول وقت ایک مثل ہے اور آخری وقت دو مثل ہے۔ اور ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے۔

ہدایہ، باب المواقیت میں ہے کہ امامتِ جبرائیل علیہ السلام کے پیشِ نظر:

---

(188) سنن الترمذي، تحت الحديث: 150

(189) سنن الترمذي: 149

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”وأول وقت الظهر إذا زالت الشمس .... وآخر وقتها عند أبي حنيفة رحمه الله إذا صار ظل كل شيء مثليه .... وقالا إذا صار الظل مثله " وهو رواية عن أبي حنيفة رحمه الله.“ (190)

یہاں صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کا قول عصر کا وقت ایک مثل ہے اور اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول ہے تو یہاں تینوں اماموں کا فتویٰ حدیثوں کے موافق ہے، لیکن حنفی لوگ اس مسئلہ میں تینوں اماموں اور حدیثوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔ نامعلوم کیوں؟!

اب موجودہ حنفی لوگ اس پر عمل کرنے سے کیوں کتراتے ہیں؟ اس کی یہی وجہ سامنے آتی ہے کہ اس پر اہل حدیث عمل کرتے نظر آتے ہیں تو حنفی مقلدین سمجھتے ہیں کہ اگر وہ اس پر عمل کریں گے تو خدانخواستہ ان کے پیروکار یہ طعنہ نہ دے دیں کہ تم اہل حدیث ہو گئے ہو۔

یہ عجیب منطق ہے کہ اہل حدیث سے مشابہت سے اتنا گھبراتے ہیں۔

مسلک سنت پر چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی جاتی ہے یہ سڑک

مكالمة بين الشافعي وأبي يوسف رحمۃ اللہ علیہما:

اگر امامانِ دین اس شعر کے مطابق سنتِ رسول کی سڑک پر چلنے والے قافلے کے ہمراہ چل پڑے اور عمل کرنا شروع کر دیا ہے تو آیئے مدینہ منورہ میں خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت امام الحرمین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک علمی مکالمہ ہوتا ہے۔

190) المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي، ج: 1، ص: 40

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

1۔ مسئلہ تکبیرات واذان:

اس مناظرہ میں مسئلہ تکبیرات واذان بھی زیرِ بحث آیا۔ امام ابو یوسف نے اپنا موقف پیش کیا جو احناف میں مروج ہے یعنی تکبیرات واذان کے کلمات ڈبل اور مکرر پیش کیے۔

اس کے جواب میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا بلال، ابو سعید خدری اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی اولاد در اولاد کو جمع کیا جن کے آباء واجداد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن رہے۔ ان حاضرین سے اذان و تکبیر سنی تو انہوں نے اذانِ ترجیع یا ڈبل اذان اور تکبیرات کے کلمات اکہرے سنائے کہ اس طرح ہم اپنے آباء واجداد سے سنتے آئے ہیں۔ (بحمد اللہ جس پر آج اہل حدیث عمل پیرا ہیں۔)

2۔ مسئلہ صاع یعنی ٹوپہ

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے امام صاحب کا عراقی صاع جو آٹھ رطل کا ہے، پیش کیا۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ شریف کے قدیم ترین صاع جمع کروائے جن کا وزن پانچ رطل اور چوتھائی رطل تھا (تقریباً اڑھائی کلو) جسے مدنی وحجازی صاع سے تعبیر کرتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل میں احادیث اور اقوال صحابہ پیش کیے گئے تھے تو صدرِ مناظرہ محترم جناب خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو حق بجانب قرار دے دیا۔ جس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تائید شامل ہوگئی۔ اب فریق مقابل امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کو اپنے امام ابو حنیفہ کے موقف پر ترجیح دی اور فرمایا کہ میں اپنے امام صاحب کے موقف سے رجوع کرتا ہوں اور صحیح موقف پر آتا ہوں۔ نیز یہ بھی فرمایا: "لو علم صاحبي ما علمت، لرجع كما رجعت."

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس قدر تحقیق آج مجھے میسر آئی ہے، اگر اس قدر تحقیق میرے امام کو حاصل ہو جاتی تو وہ بھی اپنے موقف سے رجوع کر لیتے۔

یہ ہیں میرے امام اور ان کا کردار! کیونکہ ہم ایک نظریے کے حامل ہیں۔ حنفی بھائیو! کیا آپ لوگ بھی ایسا عملی مظاہرہ کر کے اور اپنی ضد چھوڑ کر ان مسائل کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے اماموں کے ہم مسلک بن سکتے ہو؟ یہ جدائی کیوں ہے؟

فائدہ:

صاعِ نبوی کی زیارت تو اس فقیر کو بھی نصیب ہوئی ہے۔ مکہ مکرمہ میں 1429/2/1ھ جامعۃ الامام کے ادارہ معہد العلمی کے شیوخ فقیر پر صحیح البخاری کی قراءت کرتے تھے۔ اس دوران شیخ الحدیث عبد اللہ بن محمد بن عامر الاحمری نے اپنی متصل سند کے ساتھ اس نبوی صاع کی زیارت کرائی اور بتایا کہ یہ صاع صاعِ حجازی و صاعِ نبوی سے معروف ہے۔

آمدم بر سر مطلب:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ما جاء عن رسول الله ﷺ فبالرأس والعين." (191)

جو صحیح حدیث مرفوع رسول اکرم ﷺ سے مروی مل جائے، وہ سر آنکھوں پر۔

(191) ظفر الأميني، ص: 182

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ائمہ کی وصیت :

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وصیت نامہ :

"كل ما أفتيت به فقد رجعت عنه إلا ما وافق الكتاب والسنة."

یعنی جو فتوے میں پہلے دے چکا ہوں، ان تمام فتوؤں سے میں رجوع کرتا ہوں۔ صرف وہی فتوے باقی رہیں گے جو کتاب و سنت کے موافق ہوں گے۔

اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"إذا رأيتم كلامنا يخالف ظاهر الكتاب والسنة، فاعملوا بالكتاب والسنة، واضربوا بكلامنا الحائط." (192)

یعنی جب تم ہمارے فتوے کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف پاؤ تو تم صرف کتاب و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرو اور ہمارے فتوؤں کو دیوار پر پٹخ دو۔

ے
بو حنیفہ تھے امام باصفا انہوں نے بے تامل کہہ دیا
قول پر میرے نہیں فتویٰ روا ہو نہ جب تک اصل سے اس کا پتہ

پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ بھی سنیے۔ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں: "أركان الصلاة .... وقراءة الفاتحة." (193)

یعنی جس طرح نماز کے دوسرے ارکان ہیں، ان میں سورۃ فاتحہ کی قراءت بھی رکن ہے۔

---

(192) ميزان الشعراني

(193) الجيلاني، عبد القادر بن موسى بن عبد الله بن جنكي دوست الحسني، أبو محمد، محيي الدين الجيلاني، أو الكيلاني، أو الجيلي (المتوفى: 561 هـ)، الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل. الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م، ج: 1، ص: 18

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر آگے لکھتے ہیں:

"فإن قراءتها فريضة. وهي ركن تبطل الصلاة بتركها." (194)
فاتحہ کا پڑھنا نماز میں فرض ہے جس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" میں نماز کے ارکان کی بحث میں فاتحۃ الکتاب کی قراءت کو نماز کا رکن قرار دیا ہے۔

اسی طرح شاہ صاحب اپنی کتاب "مصفیٰ شرح موطا" میں جہاں تمیز رکن کی بحث ہے، وہاں تتبع نصوص و اشارات کی شرح میں بطور مثال پیش فرماتے ہیں:

"مثال: إن لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب."
یعنی جو شخص نماز میں فاتحہ نہ پڑھے، اس کی نماز نہیں ہے۔ اس حدیث نے فاتحہ کے پڑھنے کو نماز کا رکن بتا دیا ہے۔

نیز شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "انفاس العارفین" میں لکھتے ہیں:

"میرے والد شاہ عبد الرحیم حالتِ اقتدا اور نمازِ جنازہ میں قراءتِ فاتحہ کرتے تھے۔" (195)

مولانا عبد الحی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحقیق کے بعد لکھتے ہیں: "فظهر أنه لا يوجد معارض لأحاديث تجويز القراءة خلف الإمام مرفوعاً." (196)
یعنی فریقین کے تمام دلائل دیکھنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قراءت خلف الامام کی احادیث مبارکہ کے معارض و مخالف کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں پائی گئی۔

آپ اپنے کسی بزرگ کے فیصلے پر بھی تو اعتماد کر سکتے ہیں!

---

(194) أيضا، ج: 2، ص: 192
(195) انفاس العارفین مترجم، ص: 156
(196) اللكنوي، التعليق الممجد على مؤطا محمد، ج: 1، ص: 428

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مبحث نمبر 10: فاتحہ در نمازِ جنازہ

شریعتِ اسلامیہ میں مسلمان میت کے حقوق و آداب:

میت کے حقوق میں سے ایک اہم حق اس کی نمازِ جنازہ کا پڑھنا ہے۔ صحیح بخاری اور اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''کتاب الام'' میں ہے:

''عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَجْهَرُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ، وَقَالَ: إِنَّمَا فَعَلْتُ لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ.'' (197) وفي رواية: عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ قَالَ: «لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ» (198)

یعنی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور اس میں سورۃ فاتحہ اونچی آواز میں پڑھی۔ بعد میں فرمایا کہ میں نے یہ عمل اس لیے کیا ہے کہ تم جان لو کہ یہ سنت طریقہ اور حق بات ہے۔

اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک تحقیقی نوٹ لکھتے ہیں:

''وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا يَقُولُونَ بِالسُّنَّةِ، وَالْحَقِّ إِلَّا لِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.''(199)

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب لفظِ سنت اور حق بولتے ہیں تو اس سے صحابہ کی مراد برحق سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔

(197) الشافعي، الأم، ج: 1، ص: 308

(198) صحيح البخاري: 1335

(199) الشافعي، الأم، ج: 1، ص: 309

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی ابن عباس رضی اللہ عنہ والی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے بروایۃ النسائی لکھا ہے:

"فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَجَهَرَ حَتَّى أَسْمَعَنَا فَلَمَّا فَرَغَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سُنَّةٌ وَحَقٌّ." (200)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جنازہ میں سورۃ فاتحہ اور دوسری ایک سورۃ جہراً پڑھیں اور ہم نے یہ قراءت سنی تو سلام کے بعد انہوں نے فرمایا کہ یہ سنت طریقہ ہے اور برحق ہے۔

اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "کتاب الام" میں ایک مرفوع حدیث بھی ذکر کی ہے:

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ «أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَبَّرَ عَلَى الْمَيِّتِ أَرْبَعًا، وَقَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى» (201)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں پڑھیں اور پہلی تکبیر کے بعد فاتحۃ الکتاب پڑھی۔

اس سے واضح ہوا کہ فاتحہ اور کوئی سورۃ جنازہ میں باآوازِ بلند پڑھیں۔

حنفی نمازِ جنازہ:

فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے:

"قَالُوا لَا يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ إِلَّا أَنْ يَقْرَأَهَا بِنِيَّةِ الثَّنَاءِ، وَلَمْ تَثْبُتْ الْقِرَاءَةُ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.-"(202)

(200) ابن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج: 3، ص: 204۔ سنن النسائي: 1987

(201) الشافعي، الأم، ج: 1، ص: 308

(202) ابن الهمام، فتح القدير، ج: 2، ص: 122

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی علماءِ احناف کہتے ہیں کہ نمازِ جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھے۔ اس طرح نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔ ہاں اگر ثناء کی نیت سے پڑھے تو جائز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مؤطامالک میں ایک روایت ہے:

"عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ."(203)

کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ میں فاتحہ نہیں پڑھی۔

یہ حدیث شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:

"تعقب بحديث الشيخين من السنة قراءة الفاتحة في الصلاة على الجنازة." (204)

شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اس حدیث پر تعاقب کیا ہے بخاری و مسلم کی ابن عباس رضی اللہ عنہ والی صحیح حدیث نے جس میں فاتحہ کی قراءت کو مسنون اور برحق کہا گیا ہے۔

تو سنت طریقہ فعلِ صحابی پر مقدم وراجح ہوتا ہے۔ فاتحہ کا پڑھنا ثابت ہوا۔

مزید دیکھیے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں:

---

(203) ابن الهمام، فتح القدير، ج: 2، ص: 122
مالك، ابن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (المتوفى: 179هـ)، الموطأ، الناشر: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية - أبو ظبي - الإمارات، الطبعة: الأولى، 1425 هـ - 2004 م، رقم الحديث: 777

(204) المسوى حاشية الموطا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى عَلَى الْجِنَازَةِ، وَبَلَغَنَا ذَلِكَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -." (205)

یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے اور یہ فاتحہ تکبیر اولیٰ کے بعد پڑھتے۔ اسی طرح ابو بکر صدیق اور سہل رضی اللہ عنہما وغیرہما سے مذکور ہے کہ یہ بھی نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھتے تھے۔

اس میں وضاحت آگئی ہے کہ فاتحہ کا پڑھنا تکبیر اولیٰ کے بعد ہے اور بطور قراءت ہے۔ اس سے ان لوگوں کی تردید ہو گئی جو یہ کہتے ہیں کہ فاتحہ بطور ثناء ہے۔ نیز فاتحہ کا پڑھنا صرف امام سے مختص نہیں، مقتدی بھی پڑھتے تھے۔

"..... وَالنَّاسُ يَقْتَدُونَ بِإِمَامِهِمْ يَصْنَعُونَ مَا يَصْنَعُ." (206)

یعنی مقتدی اپنے امام کے ساتھ وہی کرتے جو امام کرتا اور اپنے امام کی پوری اقتدا کرتے۔

فائدہ:

کیا یہ ممکن ہے کہ شریعت نے صلاۃ کا لفظ تو نماز جنازہ پر استعمال کیا ہو اور لوگ اسے ثناء اور دعاء میں بدل دیں؟ شریعت کے ساتھ اس سے بڑا مذاق اور استہزاء اور کیا ہو سکتا ہے!

نماز جنازہ کی ترتیب بزبان صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

عن رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّ «السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بَعْدَ

---

(205) الشافعي، الأم، ج: 1، ص: 309

(206) الشافعي، الأم، ج: 1، ص: 309

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى سِرًّا فِي نَفْسِهِ ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَيُخْلِصَ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ فِي التَّكْبِيرَاتِ لَا يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ ثُمَّ يُسَلِّمُ سِرًّا فِي نَفْسِهِ." (207)

یعنی صحابہ رسول فرماتے ہیں کہ نمازِ جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام سب سے پہلے تکبیر کہے، پھر تکبیر اولیٰ کے بعد قراءتِ فاتحہ کرے آہستہ سے، پھر رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھے، پھر میت کے لیے خلوص کے ساتھ دعائیں کرے، لیکن باقی تکبیرات میں قراءت نہ کرے، پھر آہستہ سے سلام پھیرے دے۔

لیکن اتنا آہستہ بھی نہ ہو لوگ نہ سن پائیں۔ بہت بلند کہنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ فاتحہ کے لیے بھی لفظ سراً آیا ہے تو اس کا بھی یہی مفہوم ہے کہ درمیانہ پڑھی جائے، نہ کہ بہت بلند۔

اسی طرح کتاب الام میں روایت ہے:

"عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: السُّنَّةُ أَنْ يُقْرَأَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ." (208)

قراءت در جنازہ:

اکثر روایات سے قراءتِ فاتحہ جہری ظاہر ہوتی ہے، لیکن سراً کا ذکر بھی آیا ہے تو دونوں جائز ہیں۔

میت کے لیے دعاء جنازہ کے اندر ہے:

میت کے لیے دعائیں تیسری تکبیر اور سلام کے درمیان جنازہ کی نماز کے اندر کی جائیں۔ اس ترتیب میں فاتحہ، درود اور دعائیں الگ الگ بالترتیب آئی ہیں

(207) الشافعي، الأم، ج: 1، ص: 308

(208) الشافعي، الأم، ج: 1، ص: 309

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور یہ سب نمازِ جنازہ کے اندر ہیں۔ نمازِ جنازہ کے بعد دعاء للمیت ثابت نہیں ہے۔

جو لوگ اس روایت سے استدلال کرتے ہیں:

«إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ» (209)

یعنی جب میت پر جنازہ پڑھ لو تو خلوص سے اس کے لیے دعاء کریں۔

یہ مطلب صحیح نہیں جیسا کہ ﴿إذا قمتم إلى الصلاة فاغسلوا وجوهكم ... الآية﴾ [المائدة : 6]

یعنی جب تم نماز کے لیے صف بندی کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ تو وضو کرو۔

یہ مطلب بھی صحیح نہیں۔ بلکہ صحیح مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو وضو بنالو۔ اسی طرح حدیث کا مطلب ہے کہ جب تم جنازہ میں میت کے لیے دعاء کرنے کا ارادہ کرو تو خلوصِ نیت کے ساتھ دعائیں کرو۔ کوئی دکھلاوا یا ریاکاری نہ ہو۔

مولانا عبد الحی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ إمام الكلام فيما يتعلق بالقراءة خلف الإمام کے آخری جزء خاتمہ میں لکھتے ہیں:

"والمرجح في ذلك هو القراءة على وجه الاستحباب أو السنة لثبوت ذلك بالأخبار الواردة." (210)

یعنی جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ بطور استحباب اور سنت سمجھ کر پڑھی جائے۔ یہی بات احادیث مرفوعہ صحیحہ سے ثابت ہے۔

نہ کہ بطور دعاء و ثناء پڑھیں۔ پھر اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

"والقول بالكراهة مطلقاً أو بالكراهة بنية القراءة لا بنية الثناء لا يدل عليه دليل بأحد وجوه الدلالة." (211)

---

(209) سنن أبي داود: 3199

(210) اللكنوي، إمام الكلام في القراءة خلف الإمام، ج: 8، ص: 11

(211) أيضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی یہ قول یا فتویٰ دینا کہ فاتحہ کا جنازہ میں مطلقاً پڑھنا یا قراءت کی نیت سے پڑھنا مکروہ ہے، اس پر کوئی شرعی دلیل و دلائل اربعہ سے دلالت نہیں کرتی، تو مکروہ کا فتویٰ بلا دلیل ہے۔

یعنی ثناء یا دعاء کے طور پر پڑھ تو سکتے ہیں لیکن یہ بغیر کسی شرعی دلیل کے ہو گا۔ مولانا موصوف نے اپنی تائید کے لیے ایک دوسرے حنفی عالم کے حوالے سے بھی لکھا ہے:

"وقد صنف الشرنبلالي في هذه المسألة رسالة سماها بالنظم المستطاب لحكم القراءة في صلاة الجنازة بأم الكتاب وحقق فيه أن القراءة أولى من ترك القراءة ولا دليل على الكراهة." (212)

یعنی مولانا شرنبلالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنازہ کی نماز میں فاتحہ کا پڑھنا اولیٰ وافضل ہے فاتحہ کو ترک کرنے سے اور اس کے مکروہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ (یہ خود ساختہ اور من گھڑت باتیں ہیں۔)

مولانا قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتی اپنی کتاب "مالا بدّ منہ" میں اپنے لیے نمازِ جنازہ کی وصیت کرتے ہیں کہ میرا نمازِ جنازہ "بجماعت کثیرہ وامام صالح بجا آرند و بعد تکبیر اولیٰ سورۃ فاتحہ ہم بخوانند۔"

یعنی میری نماز جنازہ میں کثیر لوگ شریک ہوں اور امام صالح و بزرگ جنازہ پڑھائے اور بعد تکبیر اولیٰ سورۃ فاتحہ پڑھے اور وہ بھی بطور قراءت پڑھے نہ کہ بطور ثناء و دعاء۔

دیکھ لیا اور پڑھ لیا آپ نے کہ خود عالم دین اپنے لیے وصیت نامہ میں نمازِ جنازہ میں فاتحہ کی قراءت کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔

---

(212) اللكنوي، إمام الكلام في القراءة خلف الإمام، ج: 8، ص: 13

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نتیجۃ المبحث:

"عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: السُّنَّةُ أَنْ يُقْرَأَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ." (213)

یعنی نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا سنت نبوی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت کے سلف صالحین کے معمولات میں سے ہے۔

اہل حدیث نمازِ جنازہ میں فاتحہ شریف کو بطور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں اور فاتحہ کو بطور قراءت پڑھتے ہیں کیونکہ فاتحہ جنازہ میں نماز کا رکن ہے۔

میرے حنفی بھائیو! آپ اپنے پیشواؤں اور اماموں کے اقوال ونصائح اور وصایا کے پیش نظر اپنے جنازوں میں سورۃ فاتحہ کی قراءت کر لیا کریں۔ کم از کم اسے مکروہ تو نہ کہیں۔

یارب! مروں میں سنتِ خیر الوریٰ کے ساتھ
محشر میں بھی کھڑا ہوں شفیع الوریٰ کے ساتھ

آمین، ثم آمین۔

حدیثِ مرض الموت:

فاتحہ کے نہ پڑھنے کی بطور دلیل مرض الموت کی نماز کا حوالہ دیا جاتا ہے:

«وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ كَانَ بَلَغَ أَبُو بَكْرٍ» (214)

یعنی جہاں تک ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قراءت ہو چکی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے قراءت شروع کی۔

(213) الشافعي، الأم، ج: 1، ص: 309
(214) سنن ابن ماجه: 1235

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں راوی ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ السبیعی کے واسطے سے روایت کرتا ہے۔ یہ مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے۔

علامہ ابو الحسن سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَفِي الزَّوَائِدِ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ إِلَّا أَنَّ أَبَا إِسْحَاقَ اخْتَلَطَ بِآخِرِ عُمُرِهِ وَكَانَ مُدَلِّسًا وَقَدْ رَوَاهُ بِالْعَنْعَنَةِ وَقَدْ قَالَ الْبُخَارِيُّ لَا نَذْكُرُ لِأَبِي إِسْحَاقَ سَمَاعًا عَنْ أَرْقَمَ بْنِ شُرَحْبِيلَ." (215)

یعنی مذکورہ روایت بظاہر صحیح ہے لیکن اس میں راوی ابو اسحاق کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا۔ اور نیز یہ راوی مدلس بھی ہے اور روایت عَنْ سے کرتا ہے۔ اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا ہے کہ ابو اسحاق اپنا سماع ارقم بن شرحبیل سے ذکر نہیں کرتا۔

یہ روایت صحیح ثابت نہیں ہوتی اور پھر ضعیف ہونے کے باوجود صحیح بخاری کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی مخالف بھی ہے۔

ابن ماجہ کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نماز جہری تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت شروع کی، لیکن بخاری کی حدیث میں ظہر کی نماز بیان کی گئی ہے۔(216)

بخاری کی روایتِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ "جب عبید اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث سنائی تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کسی بات کا انکار نہ کیا۔"(217) اور یہ ظہر کی نماز تھی اور یہ ایک ہی نماز کا واقعہ ہے، اور ظاہر ہے کہ ظہر کی نماز

---

(215) السندي، محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين (المتوفى: 1138هـ)، حاشية السندي على سنن ابن ماجه = كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه، الناشر: دار الجيل - بيروت، بدون طبعة، ، ج: 1، ص: 373

(216) صحيح البخاري: 687- صحيح مسلم: 418- سنن النسائي: 834

(217) صحيح البخاري: 687

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سری ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے قراءت کیسے کی کہ آپ ﷺ نے وہاں سے شروع کر دی اور صحابہ نے اس کا سماع کیا؟ یہ تو جہری نماز میں ہوتا ہے!

حدیثِ ظہر:

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: بَلَى، ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، .... فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ يَأْتَمُّ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّاسُ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ، قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ .... فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا .... (والثاني) هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. (218)

اس حدیثِ بخاری میں واضح ہے کہ یہ ظہر کی نماز تھی اور اس میں سری قراءت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کو تخفیف کے بعد عباس اور علی رضی اللہ عنہما مسجد میں لے گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ صف میں مل گئے اور مقتدی بن گئے۔ نبی کریم ﷺ امام ہو گئے اور بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ پھر راوی کہتا ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید کی اور دوسرے شخص کا نام علی رضی اللہ عنہ بتایا۔

یہاں سری ظہر کی نماز میں قراءت کا سننا اور سنانا ثابت نہ ہوا۔ تو قراءت کو کس طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قراءت سے اخذ کیا؟

باقی رہا یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فاتحہ نہیں پڑھی تو یہ بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ بخاری کی اس حدیث میں واضح ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ امام ہے اور بیٹھ کر

(218) صحيح البخاري: 687

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھائی۔ اور بالاتفاق اہل حدیث اور احناف کے نزدیک امام پر قراءتِ فاتحہ ضروری ہے اور فرض وواجب ہے، تو آپ ﷺ نے ضرور پڑھی تھی۔

مبحث نمبر 11: آمین بالجہر

سورۃ فاتحہ میں جو دعائیں کی گئی ہیں، اس کی قبولیت کے لیے آمین پکار کر التجا کی گئی ہے: ”اے اللہ! تو قبول فرما۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ، فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ المَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ - وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ - وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: آمِينَ " (219)

یعنی فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ جب نماز میں امام آمین کہے تو اس وقت اے مقتدیو! تم بھی آمین پکارو۔ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کی آواز سے موافقت کر گئی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

اس پر امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خود رسول اکرم ﷺ بھی بحیثیتِ امام آمین کہتے تھے۔

آمین عبرانی لفظ ہے جسے عربوں نے اپنی عربی میں ڈھال لیا ہے، جس کے معنیٰ ہیں: اے اللہ! میری یہ درخواست قبول فرمالے۔ اللھم استجب.

آمین اور فاتحہ میں ربط:

سورۃ فاتحہ کی ابتداء میں اسماءِ الٰہیہ کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور اس کی صفاتِ جمالیہ اور صفاتِ جلالیہ کا تذکرہ ہوا ہے اور درمیانی حصہ ﴿إياك نعبد وإياك نستعين﴾ میں بندے کی عبودیت اور احتیاج کا اظہار کیا گیا ہے اور

---

(219) صحيح البخاري: 780

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سورۃ فاتحہ کے آخری حصے میں دعاء والتجا کرنے کی تعلیم وتلقین کی گئی ہے۔ جس طرح کہ سورۃ فاتحہ کے ناموں میں سے ایک نام تعلیم المسئلہ بھی ہے اور الدعاء والمناجات بھی ہے۔

تو اس سورۃ کے اختتام پر آمین کہنا عین مناسب اور حکمت کے مطابق ہے۔

آمین میں فرشتوں کی شرکت:

سورۃ فاتحہ کے اس متبرک مقام پر امام، مقتدی اور ملائکہ مل کر آمین پکارتے ہیں۔ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"الْمَلَائِكَة يحْضرُون الذّكر رَغْبَة مِنْهُم فِيهِ، ويؤمنون على أدعيتهم لأجل مَا يترشح عَلَيْهِم من الْمَلأ الأَعْلَى، وَفِيه إِظْهَار التأسي بِالْإِمَامِ وَإِقَامَة لسنة الأقتداء." (220)

میں کہتا ہوں کہ فرشتے ذکر الٰہی میں رغبت رکھنے کی وجہ سے اس میں حاضر ہوتے ہیں اور اس میں عبادت گزاروں کی دعاؤں میں ان سے مل کر آمین کہتے ہیں ان برکات کے حصول کی وجہ سے جو ان پر ملاِ اعلیٰ (ملائکۃ المقربین وحاملین عرش) سے مترشح اور چھن چھن برستی ہیں اور نیز اس میں مقتدیوں کے ساتھ امام کی پیروی کا اظہار اس کی اقتدا کا مسنون طریقہ بھی ہے۔

یعنی سب مذکورین کا مل کر بیک زبان ویک آواز ہو کر گنگناتی گونج میں آمین پکارنے کا منظر پیش کرنا اور اپنی دعائیں بارگاہِ الٰہی میں منظور کرانے کا مسنون طریقہ ہے۔ اس میں فرشتے شرکت کر کے شرف حاصل کرتے ہیں، تو کیوں نہ خود نمازی بھی اس فیضانِ الٰہی سے مستفیض ہوں!

حافظ ابن القیم اسے اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

---

(220) الدهلوي، حجة الله البالغة، ج: 2، ص: 15

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ قَالَ " آمِينَ " فَإِنْ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ وَقَالَهَا مَنْ خَلْفَهُ." (221)

یعنی امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ تمام احادیث کی تلخیص کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قراءتِ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو بلند آواز میں آمین کہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام صحابہ کرام بھی اونچی آواز میں آمین کہتے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "کتاب الام" میں لکھتے ہیں:

"وَأُحِبُّ قَوْلَهَا لِكُلِّ مَنْ صَلَّى رَجُلٌ، أَوْ امْرَأَةٌ، أَوْ صَبِيٌّ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ، أَوْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ." (222)

یعنی کہ احادیث کی روشنی میں میں یہی پسند کرتا ہوں کہ ہر نمازی خواہ مرد ہے یا عورت یا بچہ، سب مل کر آمین پکاریں۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تقریباً ایسا ہی لکھا ہے۔ (223)

شیخ عبد الحق حنفی شرح سفر السعادات میں لکھتے ہیں: "آمین گفتن بعد قراءتِ فاتحہ در نماز سنت است و فضل بسیار دارد خواہ منفرد باشد خواہ امام وخواہ مقتدی ہر چند امامش بگوید۔" (224)

---

(221) ابن القيم، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين (المتوفى: 751هـ)، زاد المعاد في هدي خير العباد، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - مكتبة المنار الإسلامية، الكويت، الطبعة: السابعة والعشرون ، 1415هـ /1994م، ج: 1، ص: 200

(222) الشافعي، الأم، ج: 1، ص: 13

(223) الشوكاني، محمد بن علي بن محمد بن عبد الله اليمني (المتوفى: 1250هـ)، نيل الأوطار، الناشر: دار الحديث، مصر، الطبعة: الأولى، 1413هـ - 1993م، ج: 2، ص: 259

(224) شرح سفر السعادات، ص: 53

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی نماز میں آمین کہنا بڑی نیکی اور بڑی فضیلت رکھتی ہے اور سب آمین پکاریں امام کی آمین کے ساتھ بیک زبان ہو کر۔

محدث العصر و شیخ التفسیر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مسئلہ آمین بالجہر کا اصل صحیح مسلم کی حدیث سے ماخوذ ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

«إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ: آمِينَ ... الخ» (225)

اس حدیث کے ذیل میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَقَدِ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى أَنَّ الْمُنْفَرِدَ يُؤَمِّنُ." (226)

یعنی امت کا اس پر اجماع ہے کہ منفرد نمازی بھی فاتحہ کے اختتام پر آمین کہے۔(227)

اور جب جہری نماز ہو تو آمین بلند آواز میں کہی جائے۔ باقی تفصیل گزر چکی ہے کہ سب آمین پکاریں، امام ہو، خواہ مقتدی ہوں۔ جس طرح کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو موطا مالک میں ہے:

«إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا» (228)

امام بخاری و امام مسلم نے بھی اپنی اپنی صحیح میں امام مالک کے واسطے سے ذکر کی ہے۔(229)

اس کی صحت پر تمام محدثین وائمہ دین کا اتفاق ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

(225) صحيح مسلم: 410

(226) النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، ج: 4، ص: 130

(227) سیالکوٹی، ابراہیم میر، مولانا، واضح البیان فی تفسیر ام القرآن، ناشر: مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان، طبع چہارم: 1419ھ بمطابق جون 1998ء، ص: 491

(228) موطا مالك: 288

(229) صحيح البخاري: 780۔ صحيح مسلم: 410

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"وَوَجْهُ الدَّلَالَةِ مِنَ الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنِ التَّأْمِينُ مَسْمُوعًا لِلْمَأْمُومِ لَمْ يَعْلَمْ بِهِ وَقَدْ عُلِّقَ تَأْمِينُهُ بِتَأْمِينِهِ." (230)

یعنی اس حدیث سے صورتِ استدلال یوں ہے کہ اگر مقتدی امام کی آمین کی آواز نہ سنے تو اس کو علم کیسے ہو گا؟ حالانکہ آپ ﷺ نے مقتدی کی آمین کو امام کی آمین سے معلق کیا ہے، یعنی جب امام آمین کہے تو مقتدی اسی وقت آمین کہے۔ تو یہاں آمین کا جہراً کہنا واضح ہو جاتا ہے۔ سنن نسائی میں حدیث ہے:

"عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ: {بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} [الفاتحة: 1]، ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7] فَقَالَ: «آمِينَ». فَقَالَ النَّاسُ: آمِينَ، .... وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» (231)

یعنی نعیم المجمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کے بعد باقی سورۃ فاتحہ پڑھی اور جب ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین﴾ پڑھ لی تو آمین پکاری اور سب مقتدیوں نے بھی بلند آواز میں آمین پکاری۔ پھر سلام کے بعد فرمایا کہ میری نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بالکل مشابہ ہے۔

«مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ» سے کیا مراد ہے؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے:

(230) ابن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج: 2، ص: 264

(231) سنن النسائي: 905

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"قَالَ كَانَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ: "آمِينَ" (232) قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ، وَقَالَ الْحَاكِمُ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا، وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ حَسَنٌ صَحِيحٌ." (233)

یعنی جب رسول کریم ﷺ ام القرآن / فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے۔ محدثین نے اس حدیث کی سند کو حسن، صحیح، حسن صحیح کہا ہے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ: {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7]، فَقَالَ: «آمِينَ»، وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ. (234)

پہلی حدیث میں «رفع صوته» ہے اور اس حدیث میں «مد بها صوته» آیا ہے۔ یعنی آمین کہتے ہوئے آواز بلند کرتے اور اونچا کرتے اپنی آواز کو۔ اسی طرح سنن ابی داؤد میں «فَجَهَرَ بِآمِينَ» آیا ہے۔ (235) یعنی آمین جہری کہتے۔ ان تینوں حدیثوں نے اس رائے کو رد کر دیا ہے جو کہتے ہیں کہ آمین کی الف کو بالمد پڑھتے یعنی الف کو الف مدہ سے پڑھتے، حالانکہ حدیثوں میں کلمہ آمین جہراً پڑھنے کا ذکر ہے، نہ کہ الف کو مدہ سے پڑھنا ہے، اور اگر الف کو مدہ سے بلند کر کے پڑھنا مراد ہو تو تب بھی آمین کو بلند کر کے پڑھنا بالاصل ہوگا اور الف بالتبع ہوگی۔ دونوں صورتوں میں سراً پڑھنا ثابت نہ ہوا۔ پھر بھی تمہارا فریب نہ چل سکا۔

کنز العمال میں ہے:

---

(232) سنن الدارقطني: 1274

(233) ابن حجر، التلخيص الحبير، ج: 1، ص: 581

(234) سنن أبي داود: 932۔ سنن الترمذي: 248

(235) سنن أبي داود: 933

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن علي قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا قال: "ولا الضالين" قال: "آمين يرفع بها صوته". هـ وابن جرير وصححه وابن شاهين". (236)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ ﴿ولا الضالین﴾ پڑھ لیتے تو آمین کہتے ہوئے اپنی آواز بلند کرتے۔ (اس کی سند صحیح ہے۔)

محاکمہ بین المذاہب :

مولانا سراج احمد سرہندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح ترمذی میں مذاہب ائمہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "واحادیث در جانب جہر بیشتر و صحیح تر آمدہ است۔" (237)
یعنی آمین بالجہر کی احادیث تعداد میں بھی زیادہ ہیں اور صحت میں بھی صحیح ترین ہیں۔

اسی طرح مولانا عبد الحی لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ الرعایہ میں لکھتے ہیں:
"ثبت الجهر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بأسانيد متعدِّدة يقوِّي بعضها بعضا في سنن ابن ماجة والنسائيّ وأبي داود، وجامع الترمذي، وصحيح ابن حبّان، وكتاب الأم للشافعيّ، وغيرها، وعن جمعٍ من أصحابه برواياتٍ ابن حبّان في كتاب الثقات وغيره." (238)
یعنی مولانا عبد الحی حنفی فریقین کے دلائل کا موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "والإنصاف أنّ الجهر قويّ من حيث الدليل." (239)

---

(236) علي المتقي الهندي، علاء الدين ابن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي (المتوفى: 975هـ)، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1401هـ/1981م، ج: 8، ص: 121، رقم الحديث: 22188

(237) شرح الترمذي، ج: 1، ص: 272

(238) اللكنوي، عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية، ج: 2، ص: 278

(239) اللكنوي، التعليق الممجد على موطا محمد، ج: 1، ص: 446

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ انصاف کی نظر سے دیکھتے ہوئے دلائل کی روشنی میں آمین بالجہر کہنا زیادہ قوی ہے۔

محقق علماءِ احناف کی آراء و دلائل آپ نے پڑھ لیے ہیں۔ انہوں نے آمین بالجہر کی احادیث کو ترجیح دی ہے اور بلند آواز سے آمین کہنے کو بہت پسند کیا ہے۔ ہماری اس کتاب میں امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کا حدیث پر عمل کرنا اور حدیث کے سامنے اپنی رائے و قیاس کو چھوڑ کر حدیث کی طرف رجوع کرنا واضح کر دیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بعض نادان دوستوں / مقلدین نے پردہ ڈال رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے ان ائمہ دین کے بارے غلط فہمیاں پیدا کی گئیں۔ وہ تو "إذا صح الحديث فهو مذهبي" کا عملی کردار چھوڑ گئے ہیں۔ اب ان مسائل میں اختلاف کی گنجائش تو نہیں رہی۔ تو دیکھتے ہیں کون ہے جو عملی میدان میں ان کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔

اہل حدیث حضرات تو ان ائمہ کی وصیت "إذا صح الحديث فهو مذهبي" کے پیشِ نظر اپنا قبلہ بتائیں گے کہ قرآن و حدیث ہی ہمارا قبلہ ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ: «وَلَا الضَّالِّينَ» قَالَ «آمِينَ» (240)

یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿ولا الضالین﴾ پڑھا تو بلند آواز سے آمین پکارا۔

اصل آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفیٰ بر جان مسلم داشتن

تاجدارِ عالم بطحا کا جو فرمان تھا
کچھ نہ تھا اس کے سوا، سنت تھی یا قرآن تھا

(240) سنن ابن ماجہ: 854

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سندِ عالی کا مقام:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ [الضحیٰ: 11]

"اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کریں۔"

قرآن وحدیث کی برکات وخیرات:

بندہ ناچیز محمد بن عبد اللہ شجاع آباد کے ایک غریب مسلم گھرانے کا فرد ہے۔ میری قسمت میں اللہ عز وجل نے دینی علم رکھ دیا۔ میں نے علوم اسلامیہ مروجہ کی 9 سال میں مع فاضل عربی تکمیل کرلی اور 1962ء سے اہل حدیث کے مقتدرہ مدارس وجامعات میں اللہ تعالیٰ نے خدمات انجام دینے کے مواقع نصیب فرمائے۔ 1429ھ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے حرمین شریفین میں حاضری دی۔ مکہ مکرمہ سے جب مدینہ منورہ پہنچے تو عجیب اتفاق ہوا کہ میرا سامان بس میں رہ گیا۔ مسجدِ نبوی شریف میں نماز سے فارغ ہوکر اللہ سے دعاء کی۔ پھر اپنے رہائشی ہوٹل میں بیٹھے تھے کہ ایک عربی شیخ نے فون پر رابطہ کیا۔ بعد ازاں تقریباً 15 علماء تشریف لائے۔ میرے شیوخ کے بارے میں معلومات حاصل کیں، جن میں حافظ محمد محدث گوندلوی، حافظ عبد اللہ محدث روپڑی اور الشیخ ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کا خصوصی تذکرہ ہوا۔ ان علماء نے کہا کہ ہمارے ہاں بھی یہ شیوخ معروف ہیں۔ آپ کو سندِ عالی کا شرف حاصل ہے، لہٰذا ہم آپ کے تلامذہ میں شامل ہوگئے۔ فی الحال ہم الأوائل السنبلية، ثلاثيات البخاري، مختصر أبي جمرة کی قراءت کرتے ہیں اور سنن أبي داود والموطأ کی مجالس سماع منعقد کرتے ہیں تو بندہ نے اس خدمت کا مثبت جواب دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ علماء جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور مسجدِ نبوی شریف سے آئے ہوئے تھے۔ بعد ازیں مکہ مکرمہ واپسی ہوئی تو ملتقیٰ اہل الحدیث کے متولی الشیخ عبدالرحمن الفقیہ نے ملاقات کی اور انہوں نے مجالس سماعِ حدیث کے لیے دعوت دی۔ سنن ابی داؤد و موطا کی قراءت کی گئی۔ حج کے ایام ہونے کی وجہ سے کثرت سے سعودیہ اور بیرونی علماء نے شرکت کی۔ انہی دنوں میں معہد العلمی کے مدرسین نے اپنے ہاں صحیح بخاری کی مجلس سماع قائم کی۔ نصف بخاری تک قراءت ہوئی۔ بڑے اعزاز کے ساتھ بخیر و خوبی وطن واپسی ہوئی۔ والحمد للہ۔

دوسرے سال 1431ھ / 2010ء مملکت کویت کے وزیر مذہبی امور کی دعوت پر مجالس سماع حدیث میں دعوت دی گئی، جس میں صحیح بخاری کی تکمیل ہوئی، اور اسی طرح وقتاً فوقتاً سعودیہ میں عمرہ کے لیے جانا ہوا اور خادم الحرمین الشریفین الشیخ عبد اللہ مرحوم کی طرف سے حج کرنے کا بھی موقع نصیب ہوا۔ 2012ء میں بھی یہ سماع حدیث کا سلسلہ قائم رہا۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ بھی سعودی علماء، مصر، فلسطین، الجزائر، امریکا اور لبنان سے الشیخ منصور البیروتی کے ساتھ بکثرت علماء نے قراءتِ حدیث کی مجالس قائم کیں اور سماع حدیث کا سلسلہ جاری رہا اور ان شاء اللہ جاری ہے۔

امریکا سے جامعۃ الامام البخاری کے شیخ الحدیث ابو عبد اللہ فاروق بن محمد بن مُحَمَّدَیْن القرشی المصری نے کئی سال تک مجالس حدیث قائم رکھیں جن میں علماء و طلبہ وطالبات وشیوخ نے شرکت جاری رکھی۔ ان مجالس علمیہ میں تقریباً 300 کتب قراءت کی گئیں، جن میں سے صحاح ستہ، موطآت، مسند احمد، شرح معانی الآثار، الدارمی، الطبرانی، الدار قطنی، مشکوٰۃ، مسند ابن رجب، مسند الحمیدی، المنتقیٰ لابن الجارود، الطحاوی، المبسوط للسرخسی، مستدرک حاکم وغیرہ سماع کی گئیں۔ پاکستانی بعض مدرسین نے بھی یہ عالی سند حاصل کی ہے۔ ایک شیخ غزہ سے مسند شافعی اور دوسرے شیخ مصر سے النسائی کی قراءت کر رہے ہیں۔ فلسطین سے ایک شیخ الدکتور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الماجد نے پاکستان میں آکر جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی قراءت کی۔ ان سب مذکورہ علماء، مدرسین وشیوخ نے سند عالی بندہ سے حاصل کی اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس سند کی تعداد تقریباً 3000 سے متجاوز ہو چکی ہے۔ یہ سب اعزاز علم دین کی بدولت ہے جو اللہ کا فضل وکرم ہے۔ خصوصاً سند عالی جو مجھے بذریعہ فضیلۃ الشیخ مولانا ابو سعید محمد شرف الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح بخاری وموطا مالک پڑھنے کی وجہ سے ایک واسطہ سے حاصل ہے۔

سند کا کردار:

إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ، فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ. (241)

الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ. (242)

یعنی دینی علوم حاصل کرنے کے لیے مستند شیوخ کا انتخاب کریں، اور اسی طرح اسناد دین کا حصہ ہے۔ اگر یہ سند نہ ہوتی تو جو شخص جو چاہتا، وہ کہہ دیتا۔ لہٰذا اسند لازمی چیز ہے۔

السند العالی:

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: "طَلَبُ الْإِسْنَادِ الْعَالِي سُنَّةٌ عَمَّنْ سَلَفَ." (243)

یعنی حصولِ سندِ عالی سلف صالحین میں مرّوج ومسنون طریقہ جاری وساری ہے۔

(241) مقدمة صحيح مسلم: 14/1، عن ابن سيرين رحمه الله

(242) مقدمة صحيح مسلم: 15/1، عن ابن المبارك رحمه الله

(243) ابن الصلاح، مقدمة ابن الصلاح، ص: 256

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال مُحَمَّدُ بْنُ أَسْلَمَ الطُّوسِيُّ: قُرْبُ الْإِسْنَادِ قُرْبٌ، أَوْ قَالَ: قُرْبَةٌ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ؛ فَإِنَّ الْقُرْبَ مِنَ الرَّسُولِ بِلَا شَكٍّ قُرْبٌ إِلَى اللهِ .(244)

یعنی سندِ عالی رسول اللہ ﷺ سے قرب کا ذریعہ ہے اور اللہ سے بھی قرب حاصل ہوتا ہے۔

اہلِ علم میں اب بھی عالی سند حاصل کرنے کا شوق موجود ہے۔ لیکن شومئی قسمت کہ اکثر مدارس میں نو آموز مدرسین ہیں، جو سندِ عالی سے عاری تو ہیں ہی، تاہم وہ طلبہ کو رغبت ضرور دیں۔

الحمد لله على ذلك، وصلى الله على محمد وآله وصحبه ومن اتبعهم بإحسان إلى يوم الدين وسلم تسليما كثيرا.

السند العالي :

(1) السند الدهلوي:

فإني أنا محمد بن عبد الله الشجاع آبادي المولود 1357 هـ / 1938 م، فأقول حدثنا أبو سعيد شرف الدين المحدث الدهلوي (ت: 1381 هـ) 1959 م بكراتشي عن السيد نذير حسين المحدث الدهلوي (ت: 1320 هـ).

(244) السخاوي، شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد (المتوفى: 902هـ)، فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي، الناشر: مكتبة السنة - مصر، الطبعة: الأولى، 1424هـ / 2003م، ج: 3، ص: 333

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

السند الشوكاني:

حدثنا شرف الدين عن القاضي حسين بن محسن الأنصار
عن الشيخ أحمد بن محمد الشوكاني عن الإمام محمد بن ع
كاني.

السند الديوبندي:

عن العلامة رحمة الله بن عبد الغني الأركاني المدني سم
زة 1434 هـ بالمدينة المنورة، قال حدثنا شيخ الإسلام حسين أ
1371 هـ، قال حدثنا شيخ الهند محمود حسن، شيخ الحديث ب
الديوبند.

وقال السيد نذير حسين المحدث الدهلوي، حدثنا العلامة
الدهلوي عن السيد عبد العزيز المحدث الدهلوي، حدثنا ال
ولي الله أحمد المحدث الدهلوي.

باقي إسناده في ثبته "إتحاف النبيه فيما يحتاج المحدث والف
لحمد.

دعوات: محمد بن عبد الله شجاع آبادی الفاضل ال
(بكالوريوس من جامعة فنجاب 1963 م) الباكستا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست مصادر ومراجع

1. القرآن الحكيم

2. ابن أبي شيبة، أبو بكر عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (المتوفى: 235هـ)، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، الناشر: مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة: الأولى، 1409

3. ابن التركاني، علاء الدين علي بن عثمان بن إبراهيم بن مصطفى المارديني، أبو الحسن، (المتوفى: 750هـ)، الجوهر النقي على سنن البيهقي، الناشر: دار الفكر، بدون طبعة وبدون تاريخ

4. ابن الجارود، أبو محمد عبد الله بن علي النيسابوري المجاور بمكة (المتوفى: 307هـ)، المنتقى من السنن المسندة، الناشر: مؤسسة الكتاب الثقافية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1408 - 1988

5. ابن القيم، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين (المتوفى: 751هـ)، زاد المعاد في هدي خير العباد، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - مكتبة المنار الإسلامية، الكويت،الطبعة: السابعة والعشرون ، 1415هـ /1994م

6. ابن القيم، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين (المتوفى: 751هـ)، تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته مع عون المعبود شرح سنن أبي داود، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الثانية، 1415هـ

7. ابن الهمام، كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي (المتوفى: 861هـ)، فتح القدير، الناشر: دار الفكر، بدون طبعة وبدون تاريخ

8. ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى: 354هـ)، صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الثانية، 1414 - 1993

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

9. ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)، تهذيب التهذيب، الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند، الطبعة: الطبعة الأولى، 1326هـ

10. ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)، التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الطبعة الأولى 1419هـ. 1989م

11. ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)، نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر، الناشر: مطبعة الصباح، دمشق، الطبعة: الثالثة، 1421 هـ - 2000 م

12. ابن حجر، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي (المتوفى: 852 هـ)، فتح الباري شرح صحيح البخاري، الناشر: دار المعرفة - بيروت، 1379هـ

13. ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456هـ)، المحلى بالآثار، الناشر: دار الفكر - بيروت

14. ابن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2001 م

15. ابن خزيمة، أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة بن المغيرة بن صالح بن بكر السلمي النيسابوري (المتوفى: 311هـ)، صحيح ابن خزيمة، الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت

16. ابن رجب، زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامي، البغدادي، ثم الدمشقي، الحنبلي (المتوفى: 795هـ)، شرح علل الترمذي، الناشر: مكتبة المنار - الزرقاء - الأردن، الطبعة: الأولى، 1407هـ - 1987م

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

17. ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ)، رد المحتار على الدر المختار، الناشر: دار الفكر-بيروت، الطبعة: الثانية، 1412هـ - 1992م

18. ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ)، التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، الناشر: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية - المغرب، عام النشر: 1387هـ

19. ابن عدي، أبو أحمد بن عدي الجرجاني (المتوفى: 365هـ)، الكامل في ضعفاء الرجال، الناشر: الكتب العلمية - بيروت-لبنان، الطبعة: الأولى، 1418هـ1997م

20. ابن ماجه، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ)، سنن ابن ماجه، الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي

21. أبو السعود، العمادي محمد بن محمد بن مصطفى (المتوفى: 982هـ)، تفسير أبي السعود = إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

22. أبو حيان، محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيان أثير الدين الأندلسي (المتوفى: 745هـ)، البحر المحيط في التفسير، الناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: 1420 هـ

23. أبو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِجِسْتاني (المتوفى: 275هـ)، سنن أبي داود، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت

24. إعلاء السنن

25. انفاس العارفين مترجم

26. إنهاء السكن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

27. البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة، أبو عبد الله (المتوفى: 256هـ)، جزء القراءة خلف الإمام، الناشر: المكتبة السلفية، الطبعة: الأولى، 1400 هـ - 1980 م

28. البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة، أبو عبد الله (المتوفى: 256هـ)، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، 1422هـ

29. البرهان العجاب

30. البيضاوي، ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي (المتوفى: 685هـ)، أنوار التنزيل وأسرار التأويل = تفسير البيضاوي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الأولى - 1418 هـ

31. البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر (المتوفى: 458هـ)، كتاب القراءة خلف الإمام، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 هـ

32. البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر (المتوفى: 458هـ)، شعب الإيمان، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، الطبعة: الأولى، 1423 هـ - 2003 م

33. البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر (المتوفى: 458هـ)، السنن الكبرى، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة: الثالثة، 1424 هـ - 2003 م

34. الترمذي، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ)، سنن الترمذي، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ - 1975 م

35. التفتازاني، سعد الدين مسعود بن عمر (المتوفى: 793هـ)، شرح التلويح على التوضيح، الناشر: مكتبة صبيح بمصر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

36. تفسير أحمدي

37. تفسير جامع البيان

38. جامع البيان فاروقى

39. الجوهري، أبو نصر إسماعيل بن حماد الفارابي (المتوفى: 393هـ)، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، الناشر: دار العلم للملايين - بيروت، الطبعة: الرابعة 1407 هـ - 1987 م

40. الجيلاني، عبد القادر بن موسى بن عبد الله بن جنكي دوست الحسني، أبو محمد، محيي الدين أو الكيلاني، أو الجيلي (المتوفى: 561 هـ)، الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م

41. الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: 405هـ)، المستدرك على الصحيحين، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1411 - 1990

42. الحصكفي، محمد بن علي بن محمد الحِصْني المعروف بعلاء الدين الحنفي (المتوفى: 1088هـ)، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1423هـ- 2002م

43. الخزرجي، أحمد بن عبد الله بن أبي الخير بن عبد العليم الأنصاري الساعدي اليمني، صفي الدين (المتوفى: بعد 923هـ)، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية/دار البشائر - حلب / بيروت، الطبعة: الخامسة، 1416 هـ

44. الخطابي، أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب البستي (المتوفى: 388هـ)، معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود، الناشر: المطبعة العلمية - حلب، الطبعة: الأولى 1351 هـ - 1932 م

45. الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي (المتوفى: 463هـ)، موضح أوهام الجمع والتفريق، الناشر: دار المعرفة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1407

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

46. الدارقطني، أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي (المتوفى: 385هـ)، سنن الدارقطني، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1424 هـ - 2004 م

47. الدارمي، أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد التميمي السمرقندي (المتوفى: 255هـ)، مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي)، الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، 1412 هـ - 2000 م

48. الدهلوي، أحمد بن عبد الرحيم بن الشهيد وجيه الدين بن معظم بن منصور المعروف بـ «الشاه ولي الله» (المتوفى: 1176هـ)، حجة الله البالغة، الناشر: دار الجيل، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، سنة الطبع: 1426 هـ - 2005م

49. الدهلوي، أحمد بن عبد الرحيم بن الشهيد وجيه الدين بن معظم بن منصور المعروف بـ «الشاه ولي الله الدهلوي» (المتوفى: 1176هـ)، عقد الجيد في أحكام الاجتهاد والتقليد، الناشر: المطبعة السلفية - القاهرة، بدون طبعة وبدون تاريخ

50. الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز (المتوفى: 748هـ)، ميزان الاعتدال في نقد الرجال، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1382 هـ - 1963 م

51. الزرقاني، أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف بن أحمد بن شهاب الدين بن محمد المالكي (المتوفى: 1122هـ)، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417هـ-1996م

52. الزمخشري، أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، جار الله (المتوفى: 538هـ)، أساس البلاغة، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1419 هـ - 1998 م

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

53. الزيلعي، جمال الدين أبو محمد عبد الله بن يوسف بن محمد (المتوفى: 762هـ)، نصب الراية لأحاديث الهداية، الناشر: مؤسسة الريان للطباعة والنشر - بيروت -لبنان، الطبعة: الأولى، 1418هـ/1997م

54. السخاوي، شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد (المتوفى: 902هـ)، فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي، الناشر: مكتبة السنة - مصر، الطبعة: الأولى، 1424هـ / 2003م

55. السرخسي، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة (المتوفى: 483هـ)، المبسوط، الناشر: دار المعرفة - بيروت، بدون طبعة، تاريخ النشر: 1414هـ - 1993م

56. السندي، محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين (المتوفى: 1138هـ)، حاشية السندي على سنن ابن ماجه = كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه، الناشر: دار الجيل - بيروت، بدون طبعة

57. سیالکوٹی، ابراہیم میر، مولانا، واضح البیان فی تفسیر ام القرآن، ناشر: مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان، طبع چہارم: 1419ھ بمطابق جون 1998ء، ص: 491

58. الشافعي، أبو عبد الله محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبي القرشي المكي (المتوفى: 204هـ)، الأم، الناشر: دار المعرفة - بيروت، سنة النشر: 1410هـ/1990م

59. الشافعي، أبو عبد الله محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبي القرشي المكي (المتوفى: 204هـ)

60. شرح سفر السعادات، ص: 53

61. الشوكاني، محمد بن علي بن محمد بن عبد الله اليمني (المتوفى: 1250هـ)، نيل الأوطار، الناشر: دار الحديث، مصر، الطبعة: الأولى، 1413هـ - 1993م

62. الصنعاني، محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأمير (المتوفى: 1182هـ)، سبل السلام، الناشر: دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

63. الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم (المتوفى: 360هـ)، مسند الشاميين، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت. الطبعة: الأولى، 1405 - 1984

64. الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم (المتوفى: 360هـ)، المعجم الكبير، دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة، الطبعة: الثانية

65. ظفر الأميني، ص: 182

66. علي المتقي الهندي، علاء الدين ابن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي (المتوفى: 975هـ)، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1401هـ/1981م

67. العينى، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين (المتوفى: 855هـ)، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

68. العيني، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين (المتوفى: 855هـ)، البناية شرح الهداية، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، 1420 هـ - 2000 م

69. غنية المستملي

70. غيث الغمام

71. فخر الدين الرازي، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي (المتوفى: 606هـ)، مفاتيح الغيب = التفسير الكبير، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثالثة - 1420 هـ

72. القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين (المتوفى: 671هـ)، الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، الناشر: دار الكتب المصرية - القاهرة، الطبعة: الثانية، 1384هـ - 1964 م

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

73. الكرماني، محمد بن يوسف بن علي بن سعيد، شمس الدين (المتوفى: 786هـ)، الكواكب الدراري في شرح صحيح البخاري، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت-لبنان، طبعة ثانية: 1401هـ - 1981م

74. كتاب الجامع

75. الكشميري، محمد أنور شاه بن معظم شاه الهندي (المتوفى: 1353هـ)، العرف الشذي شرح سنن الترمذي، الناشر: دار التراث العربي - بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، 1425 هـ - 2004 م

76. الكلام الحسن، ملفوظات حضرت تهانوى

77. اللكنوي، الإمام محمد عبد الحي (ت1304هـ)، عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية، الناشر : مركز العلماء العالمي للدراسات وتقنية المعلومات، الطبعة : الأولى

78. اللكنوي، محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم الأنصاري الهندي، أبو الحسنات (المتوفى: 1304هـ)، التعليق الممجد على موطأ محمد (شرح لموطأ مالك برواية محمد بن الحسن)، الناشر: دار القلم، دمشق، الطبعة: الرابعة، 1426 هـ - 2005 م

79. اللكنوي، عبد الحي (ت1304هـ)، إمام الكلام في القراءة خلف الإمام، الناشر: مركز العلماء العالمي للدراسات وتقنية المعلومات

80. مالك، ابن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (المتوفى: 179هـ)، الموطأ، الناشر: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية - أبو ظبي - الإمارات، الطبعة: الأولى، 1425 هـ - 2004 م

81. مجمع البحار

82. محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ناشر: مکتبۃ المعارف، کراچی، طبع جدید ربیع الثانی 1429ھ-اپریل2008ء

83. المرغيناني، علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني، أبو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593هـ)، الهداية في شرح بداية المبتدي، الناشر: دار احياء التراث العربي - بيروت - لبنان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

84. مسلم الثبوت۔ توضیح تلویح وغیرہ

85. مسـ ابن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم = صحيح مسلم، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

86. المسوى حاشية الموطا

87. منية المصلي

88. ميزان الشعراني

89. النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، (المتوفى: 303هـ)، المجتبى من السنن = السنن الصغرى للنسائي، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب، الطبعة: الثانية، 1406 - 1986

90. النوازل

91. نور الأنوار، مطبوعه لكهنؤ

92. النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف (المتوفى: 676هـ)، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، 1392

93. الهيثمي، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان (المتوفى: 807هـ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، الناشر: مكتبة القدسي، القاهرة، عام النشر: 1414 هـ، 1994 م

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کی دیگر تالیفات :

1. لا اله الا الله یعنی التوحید الخالص
2. محمد رسول الله ﷺ یعنی اطاعت رسول ﷺ
3. اصحاب الرضوان فی مرآة القرآن یعنی اصحاب رسول رضی اللہ عنہم قرآن کے آئینہ میں
4. الحياة البرزخية وعدم سماع الموتی یعنی برزخی زندگی وسماع موتی کی نفی
5. تاریخ اہل حدیث و مقلدین
6. مكانة الحديث في التشريع الإسلامي یعنی حدیث رسول اور پرویزیت
7. المرأة في ضوء الإسلام یعنی عورت اسلام کی روشنی میں
8. سنّية رفع اليدين في الصلاة یعنی اثبات رفع الیدین
9. العقيدة الإسلامية یعنی عقائدِ مسلم
10. فرضية فاتحة الكتاب فی الصلاة یعنی نماز میں فاتحہ کی فرضیت
11. آمين بالجهر فی الصلاة یعنی نماز میں آمین اونچی کہنا

ادارہ کی طرف سے یہ کتب مفت تقسیم ہوتی ہیں۔
اہل خیر اشاعت فنڈ میں تعاون فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

ناشر: ادارہ اشاعۃ القرآن والحدیث
حجازی ہاؤس نمبر 6، محلہ محمدی، گلی نمبر 1، سمیجہ آباد نمبر 1، ملتان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

مؤلف کی دیگر تالیفات

- لا الہ الا اللہ یعنی التوحید الخالص
- محمد رسول اللہ ﷺ یعنی اطاعت رسول ﷺ
- اصحاب الرضوان فی مرآۃ القرآن یعنی اصحاب رسول ﷺ قرآن کے آئینہ میں
- الحیاۃ البرزخیۃ وعدم سماع الموتیٰ یعنی برزخی زندگی وسماع موتی کی نفی
- تاریخ اہل حدیث ومقلدین
- مكانة الحديث في التشريع الإسلامي یعنی حدیث رسول اور پرویزیت
- المرأة في ضوء الإسلام یعنی عورت اسلام کی روشنی میں
- سنّية رفع اليدين في الصلاة یعنی رسالہ اثبات رفع الیدین
- العقيدة الإسلامية یعنی عقائد مسلم
- فرضية فاتحة الكتاب فی الصلاۃ یعنی نماز میں فاتحہ کی فرضیت
- آمين بالجهر فی الصلاۃ یعنی نماز میں آمین اونچی کہنا

ادارہ کی طرف یہ کتب مفت تقسیم ہوتی ہیں۔
اہل خیر اشاعت فنڈ میں تعاون فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

ناشر

ادارہ اشاعۃ القرآن والحدیث

حجازی ہاؤس نمبر 6، محلہ محمدی، گلی نمبر 1، سمیجہ آباد نمبر 1، ملتان